

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مجلسِ مرکزِ حزبِ انصاریہ و ادارہ عالمیہ کراچی

قیمت سالانہ دو روپے
طلبہ و پیرہ روپے

شمس الاسلام



مَنْ انصاری الی اللہ

یہ زمانہ مادہ پرستی اور سرمایہ داری کا ہے دین دنیا کا کوئی کام بھی بغیر سرمایہ کے چل نہیں سکتا ایسی حالت میں ہر جگہ کہ ہم جن صدیقی
لیکھ رہے ہیں اور جو پیغام حیات مسلمانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں اس کیلئے کتنے سرمایہ کی ضرورت ہے جسکے بل بوقتے پر خدا تعالیٰ کا پیغام خدا
کے بندوں تک پہنچا سکتا ہے مگر آج ہم غریبوں کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے جتنی کہ ہمیں اسلام کے پیغام کو کسی سرمایہ دار کا ہاتھ
ہے نہ حکومت کی خوشامد چاہو کسی کی روپیہ و سہری مصالحتیں جو اسکے اخراجات کی کفیل ہوں اسمیں حسن و عشق کی عریاں تصویریں رواستیاں
ہی ہیں جو رنگین فراخوں کو اپنی طرف کھینچ لیں اور نہ اس کا کوئی تجارتی پہلو ہی ہوگا کہ وہ کتابوں کی تجارت سے اپنے اخراجات پورے کر لے
لے دے کہ اسے ایسے فداکاران اسلام کی کاسہا رہے جو اپنے سینوں میں تبلیغ اسلام کی تڑپ اور خدمتِ دین کا درد و احساس رکھتے ہوں۔
ہم ان مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں جو تبلیغِ دین اور خدمتِ اسلام کا سچا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں جو دنیا میں اس لئے آئے ہیں
کہ کفر و شرک کی طاغوتی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کو پاش پاش کر کے خدا کی حکومت قائم کر دیں اور جو اسلام کی حمایت و حفاظت
میں اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کے شوگر ہیں کہ جہاں ہم جدیدہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں آپ بھی اپنے
فرض سے غافل نہ رہیں ہم سب کھینکے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر شمس الاسلام کی آمد و توجہ کی طرف دست کرم بڑھاتے ہیں۔
شمس الاسلام کے موجودہ سائز یا حجم میں کمی یا بیشی کا انحصار تعداد اشاعت پر ہے اگر معاونین نے ہماری اپیل پر صدقہ
لبیک بلند کی تو انشاء اللہ جدیدہ کی حالت بہتر ہوتی جائے گی (ریفر)

بیادگار حضرت شریعت
والہرقت قدو السکین زین العابدین
مولانا محمد اکرم صاحب بگوی
نور اللہ مرقدہ

مِنْ جَانِبِ

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

بسرپرستی حضرت رئیس
المبلغین مولانا محمد نصیر الدین
صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ
جاری کیا گیا

(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

اغراض و مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام
(۲) اصلاح رسوم یا اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء اشاعت علوم دینیہ۔
طریقہ کار (۱) جریدہ "شمس الاسلام" کا اجراء (۲) دارالعلوم غزنیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں نصاب التکمیل
(۳) نصاب التکمیل دارالمبلغین عربک کالج تعلیم القرآن کے ذریعے اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے
بہ مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۴) سالانہ عظیم الشان کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار
مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

(۱) جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ عطا فرمائیں گے وہ سرپرست متصور ہوں گے ایسے صاحب کے نام جریدہ "شمس الاسلام"
میں شائع ہوں گے، ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵ امامان مساجد، غرباء یا طلباء کے نام جریدہ بلا معاوضہ جاری کیا جائیگا
پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہوار رقم عطا فرمائیں گے وہ معاونین میں شمار ہوں گے اور انکی سفارش پر
۱۰ امامان مساجد، غرباء یا مفلس طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا معاونین کے اسماء بھی شکر یہ کیساتھ درج کئے جائیں گے۔
(۲) ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
(۳) عام سالانہ چندہ ۱۰۰ روپے مقرر ہے۔ نمونہ کا پرچہ تین آنہ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
(۴) رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ان کی طرف سے
مہینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
جملہ خط و کتابت و ترسیل ذریعہ نام

مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

سرخ پیل کا نشان یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پیل کا نشان لگایا گیا ہے جسکی میعاد اس پرچہ کیساتھ
ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا سالانہ چندہ
بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی
فرصت میں مطلع کریں، خاموشی سے شمس الاسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

تاریخ و عبرت

شاہِ مین کا خواب اور غفیر اکاہنہ

صدیوں پہلے بعثت سید المرسلین کی پیشین گوئی

(از مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)

باہر بیابان کو عبور کر رہا تھا کہ ایک ہرن دکھائی دیا۔ شاہ مرشد نے ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالاجب بادشاہ اپنے آدمیوں سے دور ہو گیا تو تنہا اور پیاس نے غلبہ کیا۔ ایک طرف جو نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ دامن کوہ میں ایک غار کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے۔ مرشد نے اس گاؤں کا رخ کیا۔ قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑھیا اس کی طرف آ رہی ہے۔ زنِ فرقت مرشد کے پاس پہنچی اور گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگی کہ بیٹا غریب خانہ پر چل کر پانی پی لو اور تھوڑی دیر آرام کر لو۔ شاہ مین گھوڑے سے اتر کر بڑھیا کے ساتھ گیا اور پانی پی کر بڑھیا کی دیوار کے سائے میں سو گیا۔

جب آنکھ کھلی تو اس کی نظر ایک لڑکے کے چہرے پر پڑی کہ ماہ و مشتری بھی اسے دیکھ کر شرمندہ رہے۔ بادشاہ کی آنکھیں تاب جہاں نہ آکر خیرہ ہو گئیں۔ حور و شہنشاہ کی کہنے لگی اسے شاہ مین اگر کسی چیز کے کھانے کی خواہش ہو تو بے تکلف کہئے میں آپ کے لئے تیار ہو دوں۔ مرشد کو یہ سن کر اس بات کا خوف ہوا کہ مبادا یہ

غیر اکاہنہ ایک دوشیزہ لڑکی تھی جو ۱۹۵۱ء میں ظاہر ہوئی صدق و صفا۔ عفت و پارسائی میں جواب نہ رکھتی تھی اور اس کے لمحات جیسے فروغِ ماہ سے خراج تحسین وصول کرتے تھے۔ حسن دیدار اور لطیف گفتار کے ساتھ فنِ کہانت میں بھی سرآمد روزگار تھی اس کے عہد میں مرشد بن عبد کلال والی مین نے ایک نہایت ہولناک خواب دیکھا تھا لیکن غایتِ دہشت سے صورتِ خواب صفحہِ خاطر سے محو ہو گئی اس لئے مرشد نے اپنی ماں کے پاس جو علمِ کہانت میں کافی شہرت رکھتی تھی آ کر اپنے خواب کا واقعہ عرض کیا۔ والدہ نے جواب دیا کہ مجھے علمِ کہانت میں اتنا دخل نہیں کہ بھولا ہوا خواب اور اس کی تعبیر بیان کر سکوں۔ جب ماں کی طرف سے مایوس ہوا تو اپنی تمام قلمرو میں احکام بھیجے کہ جہاں کوئی اکاہنہ موجود ہو ایک خواب کی تشریح کرنے کے لئے پایہ تخت میں تشریف لائے۔ ملک بھر کے اکاہن جمع ہوئے۔ مگر اس عقدہ کو کوئی حل نہ کر سکا ناچار بادشاہ کو سکوت و رزئی کے سوا کوئی چارہ کار نہ نظر آیا۔ اور یہ ہم ہم ہم ہی رہ گئی۔

ایک مرتبہ بادشاہ لشکر لگا کر لوگوں کو شہر سے

اس کے عائد حال ہوگا یہ ماجرا تھا جو والی یمن نے خواب میں دیکھا۔

بادشاہ نے کہا واقعی یہی خواب تھا مگر اس کی تعبیر کیا ہے؟ لڑکی کہنے لگی آندھی شاہان عالم ہیں۔ آگ کا تار کھینچو اور ان کا جو رجوع ہے اور وہ چشمہ زلال پیغمبر آخر الزماں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آئین و شریعت ہے۔ جو کوئی اس نبی کا اتباع کرے گا جنت الخلد میں جگہ پائے گا۔ ورنہ خدائے قادر و قاہر کی عقوبت ابدی میں گرفتار ہوگا۔ اس کے بعد اس مہ جبین نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نسب۔ مولد و منشاء حلیہ سب کچھ بیان کیا۔

مرشد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر غائبانہ ایمان لایا اور ساتھ ہی اس ناز آفرین لڑکی کے دیدار اور گفتار پر شیفہ ہو گیا اور ارادہ کیا کہ خواستگاری کر کے اسے اپنے مسلک ازواج میں منسلک کرے مگر غیر بادشاہ کے اس دلی خطرہ پر مطلع ہو کر کہنے لگی ہاں ہاں اسے بادشاہ اس خیال سے باز آجا کوئی شخص میرا ہم نشین نہیں ہو سکتا۔ جب مرشد کو یہ آرزو پوری ہوتی نظر نہ آئی تو ناچا خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوا۔ اور پایہ تخت میں واپس آ کر بہت ساز و مال اور نفیس چیزیں ہدیہ کے طور پر غفیرا کے پاس بھیجیں اور جب تک زندہ رہا تحائف و ہدایا بھیجتا رہا۔

پہچان اس کے حق میں مضرت رساں ثابت ہو بادشاہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ شیریں مقال لڑکی کہنے لگی۔ بادشاہ اپنی شناخت کو نظر سے گزراہ سے نہ دیکھے۔ کیونکہ اس مآمن میں آپ کو کوئی رنج نہیں پہنچ سکتا۔ آخر سفر طعم بھایا اور بادشاہ کھانا کھانے لگا۔ بادشاہ نے پوچھا اے دختر نیک صورت تمہارا نام کیا ہے؟ لڑکی نے جواب دیا مجھے غفیرا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مرشد نے کہا تو نے مجھے کیونکر پہچانا جو بادشاہ کہہ مخاطب کیا؟ غفیرا عرض پر دائر ہوئی کہ آپ مرشد بن عبد کلال ہیں آپ نے ملک بھر کے کاہنوں کو خواب کا واقعہ بیان کرنے اور ان کی تعبیر بتانے کے لئے طلب فرمایا تھا۔ مگر آپ کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ مرشد نے کہا کیا تو اس مشکل کو حل کر سکتی ہے؟ غفیرا نے جواب دیا انہی حل کر سکتی ہوں۔ آپ نے دیکھا تھا کہ آندھی اٹھی اور قضا پر محیط ہو گئی۔ پھر اس میں سے آگ کے شعلے اور تیرہ قام و صواں ظاہر ہوا۔ اس اثناء میں نہایت صاف اور چاندی سے زیادہ چمکدار آب شیریں کا ایک چشمہ آشکار ہوا۔ اور آپ نے دیکھا کہ ایک مقدس انسان لوگوں کو اس آب مصفا کے پینے کی دعوت دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص اس چشمہ شیریں کا پانی پئے گا اسے حیات جاوید کی نعمت نصیب ہوگی۔ اور جو کوئی اس سے اعراض کرے گا۔ دنیا بھر کا نکال اور عقاب

سُورَةُ الْحَجِّ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرَ
بَعْدَ ازْخَرِ اِزْزَرْكَ تَوْنِي قَصْدَ مَحْضَرِ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
لَا يُمْكِنُ الشُّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

نیپولین اعظم آغوش اسلام میں

(نوشتہ ڈاکٹر خالد شیلڈرک)

چایا۔ تو اس نے انکار کر دیا اور خود اپنے ہاتھوں تلح پہن لیا۔ ایک مرتبہ بعض محدثانہ خیالات کے درباریوں نے مہتی باری تعالیٰ کے عقیدہ کا مضحکہ اڑایا تو نیپولین نے ان کو یہ کہہ کر تنبیہ کی کہ آپ نے نظریات تو سب اچھے اور معقول نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ یہ تمام کائنات بنائی ہوئی کس کی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اجرام اور دیگر عجائبات سماوی کی طرف اشارہ کیا اور وہ سب بے باک اور خدا ناشناس لوگ دم بخود رہ گئے۔

ایک مرتبہ نیپولین کو خبر معلوم ہوئی کہ قبیلہ راء منادی کے بعض اعراب نے حملہ کر کے ایک مصری کسان "خلح" کو قتل کر دیا ہے اور گاؤں کے تمام مویشی ہنکا لے گئے۔ نیپولین نے فوراً حکم دیا کہ ارکان الحرب میں سے ایک افسر، سوار اور ایک صدر شتر سوار لے کر فوراً ڈاکوؤں کا تعاقب کرے۔ یہ حکم ایک عرب شیخ سن رہا تھا اس نے فوراً سوال کیا۔

شیخ۔ یا جلالة الملك! کیا وہ مقتول آپ کا بیٹا ہے؟
جی ہاں تھا جو آپ اس کی موت پر اس قدر براغور ہوئے؟

نیپولین۔ بنی عم سے بھی زیادہ! وہ ایک ایسا شخص تھا جس کی حفاظت کا ذمہ دار خداوند تعالیٰ

لوگ کہتے ہیں کہ مذہباً رومن کیتھولک ہوں مگر میں نہیں ہوں مصر میں تو میں مسلمان تھا۔
(نیپولین اعظم)

مندرجہ بالا الفاظ نیپولین اول کے ہیں اور اس کی زبان سے کئی بار نکل چکے تھے یہ واقعہ مشہور ہے کہ اگرچہ وہ سرزمین فرانس میں رومن کیتھولک مذہب کو زندہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ کبھی عشاءے ربانی کے وقت کلیسا کے مجمع میں شامل نہیں ہوا اور جب یہ تقریب قہر شہر ہی میں ادا کی جاتی تھی اور فاتح اعظم کا تمام خاندان رسم ادا کرتا تھا۔ تو نیپولین ایک علیحدہ کمرہ میں بیٹھا ہوا سرکاری کاغذات ملاحظہ کیا کرتا تھا۔

اسلامی خیالات

یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ جب نیپولین اعظم ملک مصر میں تھا تو وہ ہمیشہ علماء و شیوخ جامعہ الازہر کی صحبت سے مستفید ہوتا رہتا تھا اور اس کا آخری فیصلہ ہمیشہ اس فتویٰ کے مطابق ہوتا تھا جو علمائے اسلام از روئے شرع محمدی صادر کرتے تھے۔ موقوف ہے کہ اس عظیم الشان شخص کے خیالات و معتقدات کی طرف کچھ توجہ کی جائے۔ یہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب یاپائے اعظم نے اس کے سر پر اپنے ہاتھ سے تاج رکھنا

نے مجھ کو بنایا تھا۔

شیخ - واللہ یا ملک آپ تو ایسی باتیں کرتے ہیں جیسے کوئی خدا سے الہام یافتہ شخص کیا کرتا ہے۔

مصریوں کے نام اعلان

منجملہ اپنی دیگر خوبیوں کے نیپولین کی یہ خواہش تھی کہ اپنی مصلحت گسٹری اور غیر جانبداری کے ذریعہ سے مصر پر مستقل گرفت حاصل کر لے مصر میں یہ دستور ہے کہ جب دریائے نیل میں طغیانی کا دن آتا ہے تو تمام لوگ تہوار مناتے ہیں۔ چنانچہ نیپولین کی تمام سپاہ اس تہوار میں شریک ہوا کرتی تھی۔ خود نیپولین قاہرہ کی جامع مسجد میں نماز کے وقت شریک ہوا کرتا تھا۔ اور یہ تاریخی واقعہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے تمام ارکان صلوٰۃ یعنی رکوع و سجود وغیرہ پوری طرح ادا کیا کرتا تھا اہل مصر کے نام جو اس نے اعلان جاری کیا تھا اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

یا اہل مصر! آپ لوگوں سے کہا جائیگا کہ میں تمہارا مذہب تباہ کرنے یہاں آیا ہوں تم کہنے والوں کا ہرگز یقین نہ کرو بلکہ ان سے کہدو کہ میں یہاں صرف اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے حقوق بحال کروں۔ تمہارے غاصبوں کو سزا دوں اور سچے دین اسلام کو از سر نو زندہ کروں۔ لوگوں سے کہدو کہ اللہ کی نظر میں سب آدمی برابر ہیں پس ان میں اگر کچھ فرق ہے تو ان کی عقلندی قابلیت اور اتقاؤ کی وجہ سے ہے اب تم خود ہی بتلاؤ کہ ملکوں میں ایسی کونسی خوبیاں ہیں جو ان کو دیگر لوگوں سے کسی قسم کا امتیاز حاصل ہو۔ اور وہ

زندگی کی تمام مسرتیں محض اپنے لئے مخصوص کر لینے کے مستحق قرار دیئے جاسکیں۔ اگر ملک مصر ان کا کھیت ہے تو وہ آئین اور یہ دیکھائیں جو انہوں نے اس بارے میں خدا سے حاصل کیا ہے۔ نہیں سچ تو یہ ہے کہ خدا منصف و عادل ہے۔ اور وہ درد مندوں اور مصیبت زدگان پر رحم کرتا ہے۔ یہ لوگ یعنی مملوک عرصہ دراز سے دنیا کے غلام رہے ہیں اور اب اس نے جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے یہ تقدیر کر دی کہ اس ظلم و ستم کا خاتمہ ہو جائے۔ لہذا اے قاضیو! اے شیوخ مصر اے امامو! لوگوں سے کہدو کہ ہم لوگ بھی سچے مسلمان ہیں۔

نیپولین کے احکام اپنی فوج کے نام

واضح ہو کہ جو فوجیں نیپولین لے کر مصر پر چڑھا تھا وہ صحیح معنی میں عیسائی نہیں تھیں۔ کیونکہ وہ مسیحیت کے احکام اور اصول تک سے نا بلند تھیں فرانس پر انقلاب کا سخت زمانہ بھی گزرا تھا۔ اور انقلاب نے کلیسا کو نسوخ کر دیا تھا موسیو لادبلیت نے فرانسیسی سپاہیوں کی نسبت لکھا ہے کہ ان میں ایک آدمی بھی مشکل سے ایسا ہوگا جس نے گرجا کی صورت دیکھی ہو اور جب وہ لوگ فلسطین میں تھے تو وہ ان مقدس مقامات کے نام تک سے واقف نہیں تھے۔ جن کا ذکر بائبل کی مقدس تاریخ میں آیا ہے۔ نیپولین نے اپنی فوج کے سامنے جو خطبہ کہا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

میرے بہادر سپاہیو! جن لوگوں کے ساتھ اب تم کو رہنا ہے وہ مسلمان ہیں ان کے دین کا پہلا اصول یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہو یا زمانہ کی بیداری میں کون لکاوٹ پیدا کر سکتا تھا۔

جب نیپولین جزیرہ مالٹا میں پہنچا تو اُس نے ان تمام مسلمانوں کو رہا کر کے ان کے گھر بھجوا دیا۔ جن کو سینٹ جان کے بانکوں نے قید کر رکھا تھا۔ اپنی تمام زندگی بھر یہ عظیم الشان فاتح اس امر سے منکر رہا کہ وہ عیسائی ہے اور جب اس کے متواتر ارشادات اور مسلمانوں سے محبت و اخلاص کا خیال کرتے ہیں اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنے جرنیلوں کو اجازت دیدی تھی۔ کہ وہ کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں اور فرانسیسی سپاہی اگر چاہیں تو وہ مصر میں شادی کر کے آباد ہو جائیں۔ عامہ باندھیں اور عربی وضع قطع کا لباس پہنیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیپولین اعظم دل سے سچا مسلمان تھا۔ جب کبھی میں پیرس میں جا کر نیپولین کی قبر کو دیکھتا ہوں تو میرے دل میں فوراً خیال آتا ہے کہ یہ ہڈیاں تو اس قابل تھیں جو کسی مسجد کے زیر سایہ دفن ہوتیں۔ اس نے گرجا میں جا کر کبھی عبادت نہ کی۔ لیکن اس بات کا تاریخی ثبوت موجود ہے کہ مسجد میں جا کر اکثر نماز پڑھا کرتا تھا۔ یہ شخص پروردگار کے سامنے سر بسجود ہوتا تھا۔ اور امام مسجد کے پیچھے ایک ہی صف میں تمام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا تھا اور ایسا اسے گرجا میں بھی کیا تھا۔

بس تم کو لازم ہے کہ ان سے تعرض نہ کرو ان لوگوں (اہل مصر) کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم نے یہودیوں اور اہل اطالیہ کے ساتھ کیا ہے۔ اور ان کے مفتیوں اور اماموں کے ساتھ وہی برتاؤ کرو جو تم نے یہود کے راہوں اور عیسائیوں کے پادریوں سے کیا ہے۔ احکام قرآنی کی تعظیم و تکریم اسی طرح تم پیردان موسیٰ یا یسوع نامری کے احکام مذہبی کے ساتھ کرتے رہے ہو۔

موسیٰ و لاس فاس نے لکھا ہے کہ یہ امر قابل توجہ ہے کہ نیپولین اور اس کی فرانسیسی فوج مسیحیت کی طرف سے قطعی لاپرواہی۔ اور وہ بھی اس قدر کہ اس زمانہ میں جس قدر بھی اعلانات نیپولین نے اہل مصر کے نام یا جتنے خطوط ملوک مشرق کے نام جاری کئے ان کا سرنامہ پر ہمیشہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ درج ہوتا تھا۔ نیپولین کو خیال تھا۔ کہ اگر وہ دین اسلام پر ایمان لے آئے تو اس کے حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہی وہ ایک عالمگیر مذہب بن جائے گا۔ چنانچہ سینٹ ہلینا میں اس نے کہا تھا ”میری فوج ضرور مسلمان ہو جاتی اور اس تغیر مذہب کو محض ایک مذاق تصور کرتی اس کے ہوتا جوعواقب ہوتے ان کا خود اندازہ کر لیجئے میں تمام یورپ کو فتح کر لیتا اور تمام یورپین ادااتہ و بالا ہو جاتے پھر اس کے بعد فرانس کی کابیلٹ

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل معاف۔
(ملینجا)

داڑھی کی شرعی حیثیت

(از مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی)

کا آدمی ہے۔
بہر حال یہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان معترضین سے یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی کافی نہیں ہوتا اس لئے آپ کی طرف رجوع کیا کہ آپ دین و دنیا کے ماہر ہیں۔ آپ داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی حکمتیں بتلائیں تاکہ میں اوروں کو بھی بتلا سکوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں مسنون ہے مگر اب ضروری نہیں اس لئے بھی آپ کے فتوے کا منتظر ہوں اور اسی پر عمل کروں گا۔ فقط

میرٹھ کالج کا ایک طالب علم
محترم المقام زید محمد بک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ میں نہایت ہی عظیم الفرصت ہوں پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ بعض بیماریوں میں مبتلا ہو گیا آج کچھ طبیعت سنبھلی ہوئی ہے تو مختصر کچھ عرض کرتا ہوں مگر مقصد پیش کرنے سے قبل ایک ضروری تمہید پر آنجناب غور فرمائیے:-

(الف) ہر نظام سلطنت میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفورم مقرر ہے۔ پولیس کا یونیفورم اور ہے۔ فوج کا اور ہے۔ سوار کا اور ہے پیادہ کا اور ہے۔ بری فوج کا اور ہے بحری

مولانا موصوف کے پاس میرٹھ کالج کے ایک طالب علم نے حسب ذیل مکتوب روانہ کیا۔ جس کا جواب آپ نے حسب ذیل دیا۔
جناب مولانا صاحب سلامت!

آداب کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اپنے کثیر مشاغل کے باوجود مجھ پر کرم فرما کر جواب سے نوازیں گے۔ میں میرٹھ کالج میں پڑھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ شریعت حقہ کی پابندی کروں ان ہی شرعی پابندیوں میں سے داڑھی ہے جو الحمد للہ کہ میں ابھی تک رکھے ہوئے ہوں۔ مگر مولانا صاحب میں داڑھی رکھ کر سخت پریشان ہو گیا ہوں کیونکہ کالج کی فضا میں داڑھی رکھنا گویا کہ سب اجزاء کے مذاق اور طعنے لگائے اور لخر اش مول لینا ہے اجزاء کہتے ہیں کہ :-

(۱) داڑھی سے آدمی بُرا اور جنگلی معلوم ہوتا ہے
(۲) گو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی تھی مگر چونکہ اس وقت عرب میں رواج تھا اس لئے رکھی تھی۔ مگر اب رواج نہیں اس لئے کوئی ضروری چیز نہیں۔

(۳) آجکل مقابلہ کے امتحانات میں داڑھی کی وجہ سے ناکامیاں جانی ہوتی ہے اس لئے کہ امتحان یہ سمجھتا ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہے یا یہ کہ اولڈ ٹین

دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔

یہ یونیفورم صرف لباس ہی میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی جسم میں بھی بعض بعض علامتیں رکھی جاتی ہیں۔ بعض قوموں میں ہاتھ میں یا جسم میں کوئی گودا گودا جاتا ہے۔ بعض میں کان یا ناک چھید کر کے حلقہ ڈالا جاتا ہے۔ بعض میں بال باقی رکھے جاتے ہیں۔ بعض میں سر پر چوٹی رکھی جاتی ہے۔ الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہائے مختلفہ اور اقوام و حکومت اور مل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کوئی محکمہ اور کوئی قوم اور کوئی حکومت دوسری سے تمیز نہ ہو سکے ہم کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہیں یا ملکی، پولیس ہے یا ڈاکو۔ ریلوے کا ملازم ہے یا بحری جہازوں کا افسر ہے یا ماتحت جنرل ہے یا میجر، اسی طرح ہم کس طرح جان سکتے ہیں کہ یہ شخص روسی ہے یا فرانسیسی۔ امریکن ہے یا آسٹریں وغیرہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری سمجھا گیا ہے۔

(ب) جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دوسری قوموں میں منجذب ہو گئی حتیٰ کہ اس کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ اسی ہندوستان میں یونانی آئے۔ سلتھین آئے۔ افغان آئے۔ آریہ آئے تاتاری آئے۔ ترک آئے مصری اور سوڈانی آئے۔ مگر مسلمانوں سے پہلے جو قومیں بھی آئیں آج ان میں سے کیا کوئی ملت یا قوم متمیز ہے۔ کیا کسی کی بھی ہستی علیحدہ بتلائی جا سکتی ہے سب کے سب ہندو قوم میں منجذب ہو گئے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے اکثریت کے یونیفارم کو اختیار کر لیا۔

فوج کا اور ہے۔ ڈاکخانہ کا اور ہے ریلوے کا اور پھر افسروں کا اور ہے ماتحتوں کا اور پھر اس پر مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفورم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے خاص پادشاہی فوجیوں کا اور ہی یونیفورم ہے۔ ندما اور وزراء المقربین کا اور۔ یہ حال تو صرف ایک ہی سلطنت کا ہے کہ اس کے مختلف شعبوں میں علیحدہ علیحدہ یونیفورم رکھا جاتا ہے اور جس طرح ڈیوٹی دینے والا بغیر یونیفورم مجرم قرار دیا جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرے شعبے کا یونیفورم پہنک آجائے اور افسروں کو اطلاع ہو جائے تو وہ بھی اسی طرح یا اس سے زیادہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ جس طرح بغیر یونیفورم کے آنے والا ملازم مجرم قرار دیا جاتا ہے اور جس طرح یہ امر ایک نظم سلطنت اور حکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اقوام و مل میں بھی ہمیشہ اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اگر آپ تفحص کریں گے تو انگلینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ امریکہ وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے اپنے نشانات جھنڈے۔ یونیفورم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں واقفکار شخص ہر ایک کے سپاہی کو دوسرے سے تمیز کر سکے گا۔ اور اسی طرح میدان جنگ اور ملکی و سیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے ہر قوم اور ہر ملت اپنے اپنے یونیفورم اور نشانوں کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس میں غل پٹنے سے سخت سے سخت دفاع پیش آجاتے ہیں۔ کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے کوئی تو ہین کر دیجئے۔ کہیں سے اکھاڑ دیجئے۔

وصوتی، چوٹی، ساڑھی رسم و رواج وغیرہ میں انہیں کے تابع ہو گئے اس لئے ان کی ہستی مٹ گئی باوجود اختلاف عقائد سب کو ہندو قوم کہا جاتا ہے اور کسی کی قومی ہستی جس سے اس کی امتیازی شان ہو باقی نہیں۔ ہاں جن قوموں نے امتیازی یونیفارم قائم رکھا وہ آج اپنی قومیت اور ملیت کا تحفظ اور امتیاز رکھتے ہیں۔ پرشین قوم ہندوستان میں آئی ہندو قوم اور راجاؤں نے ان کو ہضم کرنا چاہا۔ عورتوں کا یونیفارم بدلوا دیا معیشت اور زبان بدوادسی مگر مردوں کی ٹوپی نہ بدلی گئی بالآخر آج وہ زندہ قوم اور موجود و ممتاز ملت ہیں۔ سکھوں نے اپنی امتیازی وردی قائم کی 'سراور داڑھی کے بال کو محفوظ رکھا۔ آج ان کی قوم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔ انگریز سوٹھویں صدی کے آخر میں آیا تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے ہیں نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ، کالر، نمکائی اس گرم ملک میں بھی نہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے نپتیس کروڑ والا ملک اپنے میں ہضم نہ کر سکا۔ اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے اس کی ہستی دنیا میں قابل تسلیم ہے۔ سلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے کہ جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا گئیں آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نشان کمرہ زمین پر نظر نہیں آتا مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ یہ

بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہنا چاہا چند ہزار تھے اور چند کروڑ بن گئے صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ، کرتہ، عبا، قبا، علامہ، دستار محفوظ رکھا بلکہ مذہب، اسماء، رجال و نساء تہذیب ”کلچر“ رسم و رواج، زبان و عمارت وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم ہے اور جب تک اسکی مراعات رکھیں گے، رہیں گے اور جب چھوڑینگے مٹ جائیں گے۔

(ج) ہر قوم نے جب بھی ترقی کی ہے تو اسکی
کوشش کی ہے کہ اس کا یونیفارم اس کا کلچر،
اس کا مذہب اس کی زبان دوسروں پر غالب اور
دوسرے ممالک و اقوام میں پھیل جائے آریہ قوم
کی تاریخ پڑھو، فارسیوں کے کارنامے دیکھو،
کلدانیوں اور عبرانیوں کی تاریخ مطالعہ کرو۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے انقلابات کو غور سے دیکھو، دور کیوں جاتے ہو عربوں اور مسلمانوں کے اولوالعزم اعمال آپ کے سامنے موجود ہیں زبان عربی صرف ملک عرب کی زبان تھی۔ عراق سیریا۔ فلسطین۔ مصر۔ سوڈان۔ الجزائر یا ٹیونس۔ مراکش۔ فارس۔ صحرائے لیبیا۔ سنگال۔ حرت وغیرہ میں کوئی شخص نہ عربی زبان سے آشنا تھا نہ مذہب اسلام سے نہ اسلامی رسم و رواج سے مگر عربوں نے

ان ملکوں میں اس طرح اپنی زبان - اپنا کالج، اپنی
تہذیب جاری کر دی کہ وہاں کے غیر مسلم اقوام
آج بھی اسلامی یونیفارم اسی کالج، اسی تہذیب
اسی زبان کو اپنی چیزیں سمجھتے ہیں - اسرائیلی
قومیں، کلدانی نسلیں، عبرانی خاندان، ترک
برادریٹیں، برٹمی بڑی ذاتیں وغیرہ ان

و یار میں سب کی سب منہضم ہو گئی ہیں۔ اگر کسی کو اپنی ذات اور خاندان کا کچھ علم بھی ہے تو یہ بھی خیال خواب ہے۔ سب کے سب اپنے کو عرب ہی سمجھتے ہیں۔ اور عربیت ہی کے دعویدار ہیں۔ انگلستان کو دیکھئے یہ اپنے جزیرہ سے نکلتا ہے۔ کنیڈا۔ آسٹریلیا۔ امریکہ۔ نیوزی لینڈ۔ کیپ ٹاؤن۔ ساوتھ افریقہ وغیرہ وغیرہ میں پوری جدوجہد کر کے اپنی زبان اپنا کلچر اپنی تہذیب اپنا مذہب اپنا لباس وغیرہ پھیلا دیتا ہے۔ جو لوگ اس کے مذہب میں داخل بھی نہیں ہوتے وہ بھی اس کی تہذیب اور فیشن وغیرہ میں منجذب ہو جاتے ہیں اور یہی حال ہندوستان میں روز افزوں ترقی پذیر ہے ہندو قوم اسی سیلاب کو دیکھ کر اپنی وہ مردہ زبان سنسکرت جس کو تاریخ کسی طرح عام زبان ہندوستان یا کم از کم آریہ نسل کی نہیں بتا سکتی۔ آج اس کی اشاعت کی پر زور کوشش کر رہی ہے۔ اس کا لیکچر آکھڑا ہوتا ہے اور فیصدی پچاس یا اس سے زائد الفاظ سنسکرت کے ٹھونس کر اپنی تقریر کو ناقابل فہم بنا دیتا ہے۔ خود اس کی قوم ان الفاظ کو نہیں سمجھ سکتی اور بالخصوص اس کا مذہبی واعظ تو تقریباً انہی نوٹے فیصدی الفاظ سنسکرت اور بھاشا کے بولتا ہے مگر بات یہ ہے کہ اس کی قوم اس کو بنظر استحسان ہی دیکھتی ہے۔ بڑے بڑے گوروکل اور دیا پیٹھ اس زبان مردہ کو زندہ کرنے کے لئے جاری کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ روئے زمین پر کوئی قوم یا ملک اس زبان کا بولنے والا موجود نہیں ہے اور غالباً پہلے کسی زمانے میں بھی یہ زبان عام پبلک زبان نہ تھی۔ وہ انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ تمام ہندوستان میں اسی قدیمی رسم خط کو جاری کیا جائے حالانکہ وہ نہایت ناقص رسم خط ہے۔ وہ اپنی

انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ دھوتی باندھنا چھوڑے اس کا ایم۔ ایل۔ سی۔ ایم۔ ایل۔ اے اسمبلی کا پریسڈنٹ کونسل کا پریسڈنٹ۔ اس کی قوم کا جج۔ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ وغیرہ دھوتی باندھ کر، سرکھول کر قمیص پہن کر برسرِ اجلاس آتا ہے۔ حالانکہ دھوتی میں پاجامہ سے بدرجہا زیادہ کپڑا خرچ ہوتا ہے۔ پردہ بھی پورا نہیں ہوتا سردی اور گرمی سے بھی پوری حفاظت نہیں ہوتی۔ باوجود ان سب امور کے پاجامہ پہنا اختیار نہیں کرتا۔ چوٹی سر پر رکھنا، جینو لگانا ضروری سمجھتا ہے۔ یہ کیا چیزیں ہیں؟ کیا یہ قومی شعائر قومی یونیفارم نہیں ہے؟ کیا اسی وجہ سے اپنی ہستی کی صورت نہیں نکال رہا ہے؟ گرو نانک اور اس کے اتباع نے چاہا کہ اپنے تالبداروں کی مستقل ہستی قائم کریں تو بال کامنڈانا۔ وارڈھی کا کتر وانا یا منڈوانا ہوئے کے کرٹے کا پہنا، کرپان کا رکھنا قومی یونیفارم بنا دیا آج اس شعار پر سکھ قوم مری جاتی ہے۔ اس گرو ملک میں طرح طرح کی تکالیف ہوتی ہے مگر بالوں کا کتر وانا یا منڈانا قبول نہیں کرتی، اگر وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے تو دنیا سے اس کی امتیازی ہستی اور قومی موجودیت فنا کے گھاٹ اتر جائے گی۔

مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی جب ہی رہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب و کلچر میں، بود و باش میں زبان اور عمل میں قائم کر لے اس لئے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد اخلاق اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیاویہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اور ہے۔ خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور

را، صحیح بخاری اور مسلم میں ہے "خالفوا المشركين
وفر واللى واحفوا الشوارب" (جلد ۲ ص ۸۷۵
بخاری -)

جز والشوارب وارخطا لللى خالفوا المجوس
(جلد ۱ ص ۱۲۹ مسلم -)

من لہ یاخذ من شاربہ فلیس منا۔
(احمد - ترمذی - نسائی)

ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب
حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ
اس زمانہ میں مشرکین اور مجوس دارِ طیّہ منڈاتے
تھے اور موچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آج عیسائی
اور ہندو قوم کر رہی ہے اور یہ امر ان کے مخصوص
یونیفارم میں داخل تھا۔ بنا بریں ضروری تھا کہ
مسلمانوں کو دوسرے یونیفارم کا جو کہ ان کے
یونیفارم کے خلاف ہو حکم کیا جائے نیز یہ بھی
معلوم ہو گیا کہ لوگوں کا دارِ طیّہ بڑھانے کے متعلق
یہ کہنا کہ یہ عمل اس زمانہ میں عرب کے اس رواج
کی وجہ سے ہے جو کہ اس میں جاری تھا کہ دارِ طیّہاں
بڑھاتے تھے اور موچھیں کٹاتے تھے غلط ہے بلکہ
اس زمانہ میں بھی مخالفین اسلام کا یہ شعار تھا۔
جس طرح اس قسم کی روایات مذکورہ بالا سے
یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیفارم مشرکین اور مجوس کا تھا
اس لئے ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے خلاف
یونیفارم دیا جائے تاکہ تمیز کامل ہو اسی طرح
حدیث عشر من الفطرة قص الشارب
واعفاء المحیة والسواک الخ ابوداؤد ص ۷۷
وغیرہ بتا رہی ہے کہ بارگاہِ خداوندی کے خاص
خاص مقربین اور زیدیوں (انبیاء اور مسلمین علیہم السلام)
کے یونیفارم میں سے موچھوں کا کتر دانا اور دارِ طیّہ

ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہوا ان کے
لئے جان لڑا دے۔ اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم
خداوندی تابعداروں اور الہی بندوں کی یونیفارم
ہوں جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے
تمیز اور علیحدہ ہو جائے اور ان کی بنا پر باغیان
اور بندگانِ بارگاہِ الوہیت میں تمیز ہو کرے چنانچہ
یہی راز من تشبہ بقوم فهو منهم کا ہے
جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آ جاتا
ہے اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم
تجویز فرمایا کہیں فرمایا جاتا ہے (ہم میں اور مشرکوں
میں فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے سے ہوتا ہے
"فرق ما بیننا و بین المشرکین العمامۃ علی
القلانس" او کما قال - اسی بنا پر مخالفت
اہل کتاب مانگ نکالنے میں اختیار کی گئی اسی بنا
پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنے کھولنے کا حکم دیا تاکہ
اہلِ تکریم سے تمیز ہو جائے۔ اسی طرح بہت سے
احکام اسلام میں پائے جاتے ہیں جن کے بیان
میں بہت طول ہے۔ اور جن میں یہودیوں سے
نصاری سے، مجوسیوں سے، مشرکوں سے امتیاز
اور علیحدگی کا حکم کیا گیا ہے اور ان امور کو ذریعہ
امتیاز بنایا گیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو
مردوں اور مردوں کو عورتوں سے علیحدہ علیحدہ
یونیفارم میں دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور
عورتوں کے یونیفارم میں رہنے والے مرد اور مردوں
کے یونیفارم میں رہنے والی عورت کو لعنت کی
گئی۔ انہیں امور میں سے عربی امور میں خطبہ جاری
کرنا بھی ہے اور انہیں امور میں سے موچھ کا منڈانا
اور کتر دانا اور دارِ طیّہ کا بڑھانا بھی ہے :-

کا بڑھانا ہے کیونکہ فطرت انہیں امور کو اس جگہ میں کہا گیا ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کے شعاریں سے تھے جیسا کہ بعض روایتوں میں بجائے لفظ فطر کے (من سنن المرسلین) یا اس کا ہم معنی لفظ موجود ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ کچا ایک خاص یونیفارم اور شعاً ہے جو کہ مقربان بارگاہ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے ہیں (جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو ٹوڑنے والی اور اس سے پناوت کرنے والی ہیں۔ اس لئے دو وجہ سے اس یونیفارم کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سارا رنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت سیرت فیشن کلچر وغیرہ بنائے۔ اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہ ہی رہا ہے اور یہ ہی ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے۔ اس کے واقعات کو دیکھئے۔ اس بنا پر بھی جو ان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی

تفہر ہونا چاہئے۔ خواہ وہ کمرزن فیشن ہو یا گلیڈ اسٹون فیشن ہو۔ خواہ وہ فرنیچ ہو یا امریکن خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے، خواہ وہ زبان سے متعلق ہو یا تہذیب و عادات سے ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض ہوتی ہیں اور اوپری۔

بالخصوص جو چیزیں دشمن کی خصوصی اور شعار ہو جائیں اس لئے ہماری جدوجہد اس میں ہونی چاہئے کہ ہم غلامان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامان کمرزن و مارڈنگ، فرانس و امریکہ وغیرہ باقی رہا امتحان مقابلہ یا ملازمتیں یا ایک آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ تو یہ نہایت کمزور امر ہے سکھ امتحان مقابلہ بھی دیتے ہیں چھوٹے اور بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں اپنی وردی پر مضبوطی قائم ہیں کوئی ان کو ٹیڑھی اور بینکی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لئے ہوئے غرار ہے یہی اسی طرح ہندوؤں میں بھی بکثرت ایسے افراد اور خاندان پائے جاتے ہیں پٹیل کی داڑھی کو دیکھئے اور برہمن سماج وغیرہ کے بہت سے بنگالیوں اور گجراتیوں کا معاملہ لیجئے یہ سب

نازک ترین دور اس نازک ترین دور میں دین کی خدمت و حفاظت کا جو اہم فرض شمس الاسلام

انجام دے رہا ہے۔ اس کے پیش نظر دین کی تڑپ رکھنے والے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ "شمس الاسلام" کے خریداروں کے حلقہ کو وسیع کرنے کے لئے تمام کوششیں صرف کر کے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہو۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:-

(مینجر جریڈہ "شمس الاسلام" بھیرہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب)

معجزہ شق القمر احادیث کی روشنی میں

(۳)

(از مولانا محمد عظیم الاحسان صاحب مفتی مسجد ناخدا گلکٹہ)

نے جادو کیا ہے۔ دور سے آنے والے مسافروں کا انتظار کرو۔ پھر اگر وہ تمہیں ویسلی ہی خبر دیں جیسا کہ تم نے دیکھا ہے تو یہ واقعہ صحیح ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ان دنوں میں جو شخص بھی آیا اس نے یہی خبر دی کہ اس نے بھی اسی طرح دیکھا۔

(کتاب دلائل النبوة جلد اول ص ۹۷)

(۳۵) الشق القمر علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قریش ہذا سحر ابن ابی کبشہ فاسئلوا السفاس فسالوہم فقالوا نعم قد راينا لا فاتزل اللہ تبارک وتعالی اقتربت الساعة والشق القمر (ترجمہ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چاند بھٹ گیا۔ قریش نے کہا کہ یہ تمہارے جادو کا ہے۔ دور دور سے آنے والے مسافروں سے دریافت کرو۔ جب ان سے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ ہم نے ایسا ہی دیکھا تھا پھر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔

اقتربت الساعة والشق القمر۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۲ ص ۴۵) (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۲۵)

امام و محدث سیوطی نے بھی اپنی تفسیر درمنثور

(۳۳) عن عبد اللہ بن مسعود قال انشق القمر علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قریش ہذا سحر ابن ابی کبشہ قال فقال انظروا ما ینتیکم بہ السفاس فان محمد الا یستطیع ان یسحر الناس کلہم۔ قال فجاء السفاس فقالوا کذک۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند بھٹ گیا۔ قریش نے کہا کہ ابن کبشہ نے جادو کیا ہے صحابی نے فرمایا پھر قریش نے کہا دیکھو ادھر اوسر کے مسافر کیا خبر لاتے ہیں۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں پر توجہ و دہش نہیں کر سکتے۔

(دلائل النبوة جلد اول ص ۹۷)

(۳۴) انشق القمر وخن بمکة فقالت کفاس قریش سحر کما ابن ابی کبشہ فانظروا الی السفاس یا توکم فان اخبروکم انکم ملوہ مثل ملو ایتیم فقد صدق قال فما قدم علیہم احد من وجہ من الوجہ الا اخبروہم بانہ کاذب۔

ہم لوگ مکہ شریف میں تھے کہ چاند بھٹ گیا کفار قریش نے کہا کہ یہ جادو ہے تم پر ابن ابی کبشہ

کی جلد ۶ صفحہ ۱۳۳ میں عبد بن حمیر اور ابن مردويه اور بیہقی اور ابن المنذر کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور درج کی ہے کتاب نظم الدرر کے صفحہ ۸ میں مولانا عبدالحلیم صاحب لکھنوی نے معالم التنزیل بغوی کے حوالہ سے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

مذکورہ بالا روایتوں سے قطعی طور پر ظاہر ہے کہ واقعہ شق القمر معجزہ کے طور پر ہوا تھا جسکو مشرکین نے سحر سے تعبیر کیا۔ پھر تصدیق کے لئے دور دور سے آنے والے مسافروں سے دریافت کیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شہادت دی۔ اپنی صلا پر لوگوں کو بتا کیدشاد بنایا اتفاقی طور پر فلکی انقلاب سے ایسا نہیں ہوا تھا۔ آئندہ روایتوں سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تصریح بھی آئے گی۔ کہ کفار کے مطالبہ پر کہ حضور کوئی نشانی اپنی صداقت پر دکھلائیں یہ معجزہ حضور سے صادر ہوا تھا۔

یہاں دو تاریخی واقعے اس معجزہ کے متعلق لکھ دینا دلچسپی سے خالی نہیں۔ بلکہ اس پر روشنی پڑے گی کہ عرب کے علاوہ اور جگہوں میں بھی لوگوں نے اس معجزہ کا مشاہدہ کیا ”تاریخ فرشتہ“ مقالہ یازدہم۔ احوال مالیبار۔ صفحہ ۳۶۸ پر ہے۔

”مالیبار ممالک ہندوستان میں ایک ملک ہے جنوب کی طرف واقع ہے۔ رام راج کے قتل کے پہلے مالابار کے حکام قرب و جوار کی وجہ سے حکام بیجا نگر و کرناٹک کے مطیع و فرمانبردار تھے ان کے پاس نفیس نفیس تمغے بھیج کر اپنے ملک کی حفاظت کرتے تھے۔ ظہور اسلام سے پہلے اور بعد بھی یہود و نصاریٰ کا ایک گروہ تجارت کی غرض سے دریا

کے راستے سے یہاں آمد و رفت کیا کرتا تھا آخر کار ان کے اور مالاباریوں کے درمیان منافع دنیوی کی بنا پر محبت ہو گئی اور بعض یہودی اور نصاریٰ تاجروں نے مالابار میں رہائش اختیار کی اور مکانات بنائے۔ اور باغ سجائے۔ آفتاب جہاں تاب ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طلوع تک یہی کیفیت رہی۔ جب تاریخ ہجری دو سو سال سے متجاوز ہوئی مسلمانوں کی ایک عربی و عجمی جماعت فقیروں اور درویشوں کے لباس میں عرب کے بندر گاہوں سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم گاہ کی زیارت کے ارادہ سے روانہ ہوئی حسن اتفاق سے ہوا مخالف ہوئی اور ان کی کشتی مالابار کے علاقہ میں پہنچ گئی۔ اور کشتی والے شہر کدنگلور میں آگئے۔ وہاں کا حاکم سامری نامی نہایت عقلمند اور اخلاق حمیدہ سے آراستہ تھا ان کی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر ادھر کے تذکرہ کے بعد ان کے مذہب و ملت کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمارے پیغمبر حضرت رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سامری نے کہا۔ کہ میں نے یہود اور نصاریٰ اور ہندوؤں کی زبانی جو تم لوگوں کے دین کے مخالف ہیں سنا ہے کہ دین اسلام عرب و عجم اور ترک کے ملکوں میں مروج ہے۔ لیکن اب تک مجھے مسلمانوں کی صحبت میسر نہیں ہوئی ہے اب میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سچائی اور عمدگی سے بیان فرمائیں گے اور حضور کے معجزات سے مجھے مطلع کریں گے۔ ان میں سے ایک درویش صفت

استفسار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پر معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا چنانچہ راجہ نے ایلیچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھیجا اور ایمان لایا اور آپ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ اور قبر اس راجہ کی اس شہر کے باہر اب تک زیارت گاہ ہے۔ اور حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ "شق القمر" میں بھی اس قصے کو تاریخ فضلی سے نقل کیا ہے اور نام اس کا راجہ بھوج ہے۔

بعض لوگ اپنی خوش فہمی سے ممکن ہے کہ اسکو مستبعد سمجھیں کہ مالوہ اور مالابار میں شق قمر باوجودیکہ مکہ شریف سے دو ہزار میل کی تقریباً دوری کے کیونکر دیکھا گیا مگر جو لوگ فن ہیئت و علم میقات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مکہ شریف اور مالابار میں صرف دو گھنٹہ ۲۳ منٹ ۸ سیکنڈ کا فرق ہے اسی طرح مالوہ اور مکہ شریف میں دو گھنٹہ ۲۳ منٹ ۱۶ سیکنڈ کا فرق ہے۔ پورے رات دن کا فرق نہیں۔ لہذا کم از کم رات کے آٹھ گھنٹوں میں ہر سہ مقامات پر مطابقت ہو گئی اور واقعہ چودھویں شب کا ہے ۷

شق عن صد سما و شق له البدن
رومن شرط کل شرط جزاء
اس لئے اس آٹھ گھنٹے میں تینوں مقامات میں چاند نظر آسکتا ہے مثلاً اگر مکہ شریف میں وسطی بلدی وقت سے ۹ بجے کا واقعہ سمجھا جائے تو اس وقت مالابار میں ۱۱ بج کر ۲۳ منٹ ۸ سیکنڈ رات وسطی بلدی وقت ہوگا۔ اسی طرح مالوہ میں ۱۱ بج کر ۲۳ منٹ ۱۶ سیکنڈ وسطی بلدی وقت

بزرگ نے جو علم و صلاح سے آراستہ تھے اس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و معجزات بیان فرمائے کہ سامری کے دل میں حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جوش زن ہوئی۔ خصوصاً جب اس نے معجزہ شق القمر سنا تو بول اٹھا اے لوگو یہ معجزہ نہایت قوی ہے اگر یہ واقعہ صحیح ہے جاو نہیں تھا تو قریب و بعید ملکوں کے لوگوں نے ضرور دیکھا ہوگا اور ہمارے ملک کا دستور ہے کہ جب بھی کوئی بڑا عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو درباب قلم اسے دفتروں میں قلمبند کر لیتے ہیں اور ہمارے آبا و اجداد کے دفاتر موجود ہیں اسے دیکھ کر آپ لوگوں کی سچائی معلوم کر سکتا ہوں۔ پھر سامری نے دفتر والوں کو بلا کر حکم دیا کہ حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا دفتر کھولیں اور واقعہ شق القمر کی تفتیش کریں دفتر والوں نے دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ فلاں تاریخ میں دیکھا گیا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا۔ یہ سنتے ہی سامری پر حقانیت دین محمدی ظاہر ہو گئی اور صدق دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس طرح کا ایک اور واقعہ حضرت مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم نے کتاب "الکلام المبین فی آیات رحمۃ اللعالمین" کے ص ۱۲۶ میں تحریر فرمایا ہے :-

"اور سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ شہر دھار کے متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا۔ یکبارگی اس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا۔ اس نے اپنے ہاں کے پندتوں سے

”فاما من اقام الاسناد وحفظه وغیر اللفظ فان هذا واسع عند اهل العلم اذ العلم يتغير المعنى۔“

پس جو شخص کہ سند درست رکھے حدیث اس کو یاد ہو روایت کرتے ہوئے الفاظ بدل دے تو اس میں اہل علم کے نزدیک گنجائش ہے بشرطیکہ حدیث کے معنی نہ بدلیں۔

(سنن ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ کتاب العلل) اس کے بعد رواۃ حدیث واثم بن الاسقع۔ محمد بن سیرین۔ ابراہیم نخعی۔ حسن بصری۔ ابو عثمان الہندی۔ مجاہد۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سند کے ساتھ اس کے متعلق امام ترمذی نے نقل کئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم ”نظر الامانی شرح مختصر البحر جانی“ کے صفحہ ۲۷۸ (جو اصول حدیث کی مبسوط کتاب ہے) میں فرماتے ہیں :-

”جمہور صحابہؓ و تابعین اور ان کے بعد کے لوگ مثلاً ائمہ فقہ و اصول اور محدثین اور ائمہ اربعہ اور ان کے اکثر متبعین روایت بالمعنی کے جواز کے قائل ہیں۔ بشرطیکہ راوی حدیث سے اچھی طرح واقف ہو۔ اور پورے طور پر اس حدیث کے معنی کے ادا کرنے پر قادر ہو یہی منشا ہے کہ ایک ہی واقعہ کے بیان میں صحابہ کرام کے الفاظ مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے معراج وغیرہ کا قصہ۔ روایت بالمعنی کے جواز کی شہادت اس حدیث سے ہوتی ہے جس کی تخریج ابن منذہ محدث نے کتاب معرفۃ الصحابہ اور طبرانی نے کتاب معجم کبیر میں عبد اللہ بن سلیمان بن اکبیرہ اللیثی رضی اللہ عنہ سے کی

ہوگا۔ واللہ اعلم۔ یہ دو واقعے تو محض ضمنی طور پر لکھے گئے ہیں۔ جن سے حقیقت بحث نہیں۔ اصل گفتگو تو احادیث میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتیں ۳۵ طریقے سے مجھ کو مل سکی ہیں جو تمام کی تمام نقل کر دی گئی ہیں۔ جنہوں نے ان روایتوں کو غور سے پڑھا ہوگا۔ ان پر یقیناً یہ باتیں واضح ہو گئی ہوں گی کہ

(۱) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود کی روایت شق قمر کے متعلق یقیناً صحیح اسناد سے ثابت ہے جن کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں متعدد طریقوں سے مسند بیان فرمایا جن کی روایت صحت کی ضمانت ہے۔ اور ان حدیثوں کی ترمذی اور حاکم جیسے محدث حافظ حجت امام جرح و تعدیل نے تصحیح کی ہے۔ امام ذہبیؒ جیسے ماہر فن رجال نے باوجود تشدد کے ان روایتوں کو صحیح کہا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود سے پانچ تابعین (ابو معمر۔ اسود بن یزید۔ علقمہ۔ زربن حبیش اور مشرق) نے بلا واسطہ احادیث شق قمر نقل کی۔ پھر ان سے تابعین و تبع تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی یہاں تک کہ اسی کثرت و شہرت کے ساتھ ارباب کتب محدثین تک یہ روایتیں پونچیں۔ جن کی کثرت کو دیکھتے ہوئے بلاشبہ واقعہ کی صحت پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ رہا الفاظ کا اختلاف تو ان میں تدافع و تضاد نہیں چنانچہ امام طحاوی نے اپنی کتاب ”مشکل الآثار“ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور روایت بالمعنی کا دروازہ مفتوح ہے اور یہ طریقہ رواۃ حدیث و محدثین کے ہاں جاری و ساری ہے۔ حضرت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :-

ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا:-

”میں نے دربار رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں حضورؐ سے حدیث سنتا ہوں اور بعینہ اس کی روایت جن الفاظ سے حضورؐ سے میں نے سنا ہے نہیں کر سکتا۔ حروف میں کمی زیادتی ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حرام کو حلال نہ کرو اور حلال کو حرام نہ بناؤ (یعنی معنی میں تغیر نہ ہو) تو اس لفظی تغیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مجوزین کی سب سے قوی دلیل یہ ہے جب جاننے والے کے لئے غیر عربی میں ترجمہ کرنا اور دوسری زبان میں بدلنا جائز ہے۔ تو خود عربی میں تبدیلی کیوں جائز نہ ہوگی۔“

لہذا بنا بر اصول روایت یہاں الفاظ کے

اختلاف سے جبکہ معنی متحد ہیں۔ کسی کو کلام کا موقفہ نہیں۔

اتنے روشن براہین اور واضح اولہ کے باوجود بھی اگر کوئی معجزہ شق القمر یا اس کی احادیث صحیحہ کی صحت کا انکار کرے تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

قد تنكر العين ضوء الشمس من رمد

وينكر الفم طعم الماء من سقم
سطور بالا میں روایات شق القمر میں سے صرف حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتیں گزری ہیں بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتوں کو بھی ملاحظہ فرمائیں :

(باقی آئندہ)

مرزا آیتا

مرزا قادیانی کے اصلاحی کارنامے

(۲)

(از مولانا محمد چراغ صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ لوجرانوالہ)

یہ بیان تحصیلدار کا ہے جس کو خود مرزا نے ضرورۃ الامام میں نقل کر کے خود ہی اس کی تصدیق بھی کر دی تصدیق کے لئے مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو:-
(ضرورۃ الامام) اور اس جگہ محنت اور تفتیش منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پرگنہ بٹالہ قابل ذکر ہے۔ جنہوں نے الفصل اور احقاق حق مقصور رکھ کر واقعات

وہ بیان جس میں اپنے مرید صرف تین سواٹھارہ تسلیم کرتا ہے۔ ضرورۃ الامام ص ۳۷ میں ملاحظہ ہو
”مرزا غلام احمد ابتدائی ایام میں ملازمت کرتا رہا۔۔۔۔۔ اور اس امر کی ہمیشہ کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرکردہ مانا جائے۔۔۔۔۔ اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا (۳۱۸) آدمی ہیں“

پرا دایگی کی پرواہ نہیں کیا کرتے اسی طرح مرزا میں بھی نماز کی پابندی نہ تھی۔ بجائے اس کے کہ اپنی اس کمزوری پر منفعل ہوا لہذا اس کو اپنی صداقت کی دلیل گردانتا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

اشتہار ”خدا کے فضل سے بڑا معجزہ ظاہر

ہوا“ ملحقہ اعجاز عیسوی ص ۷ ”بہت سے

دن تفسیر لکھنے سے سخت معذوری رہی ان

نمازوں کو جو جمع ہو سکتی ہیں جمع کرنا پڑا۔

..... کوئی نظیر پیش کریں کہ کسی نے

مسیح موعود کا دعویٰ کر کے دو ماہ تک نمازیں

جمع کی ہوں یا بغیر دعویٰ ہی نظیر پیش کر دو“

واہ سبحان اللہ! صداقت کا معجزہ کیا ظاہر ہوا

معجزوں کا تو ریکارڈ ہی توڑ کر رکھ دیا۔ بجائے اس کے

کہ اپنی خامی پر کچھ انفعال پیدا ہوتا اور نماز کی عدم

پابندی سے عذر پیش کرتا لہذا اس کو بڑا معجزہ قرار

دے رہا ہے اور پھر اس پر چیلنج دیا جا رہا ہے کہ بتلاؤ

کس نے دو ماہ تک نماز کو بے وقت اور بے قاعدہ

پڑھا ہو اور ان الصلوٰۃ کا نیت علی المؤمنین

کتاباً موقوتاً کی کسی نے متواتر دو ماہ تک خلاف دینی

کی ہو۔ ہم اس کو ایسے لوگ بھی دکھاتے ہیں جو

چہ جائیکہ نماز کو لگاتار دو ماہ تک بے وقت پڑھیں

بلکہ دو ماہ کیا دو دو سال تک کبھی نماز کا نام تک بھی

نہیں لیا اگر یہی مطالبہ ہے تو آدم سے بڑے بڑے

معجزوں والے بے نماز موجود ہیں ان کے آگے بیعت کا

ہاتھ بڑھاؤ۔ بھلا یہ بھی کوئی معقول عذر ہے کہ صاحب

ہم تفسیر لکھ رہے ہیں اس لئے نمازوں کو بے وقت

پڑھتے ہیں۔ کیا کہیں قرآن و حدیث سے یہ بھی

ثبوت مل سکتا ہے کہ کسی تفسیر (حقیقۃً قرآنیہ) لکھنے

لکھنے والے کو جمع کرنے کی اجازت ہو کیا خوب بہانہ

صحیحہ کو آئینہ کی طرح حکام بالادست کو دکھلا دیا۔“

صرف دو عدالتی کذب بیانیوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اور بھی ابھی باقی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً مرزا عظیم بیگ کے مقدمہ میں بھی یہی دھڑا اختیار کیا۔

مجمع عام میں رمضان المبارک کی علاقہ حرمتی کرنا

عام جاہلوں کی طرح مرزا قادیانی کے دل میں بھی رمضان شریف کی کوئی حرمت و عزت نہ تھی علانیہ مجمع عام میں رمضان المبارک میں دن و رات کھانا پینا اور شہر عظیم کی بے حرمتی کرنا مرزا سے ثابت ہے (دیکھو اخبار الحکم جلد ۱۱ شمارہ ۱۷۷ کا لم ۳۲) ”سائل کا خط“

”(۵) ابھی کسی حال کے اخبار وکیل امرتسر میں

یہ خبر پڑھی کہ مرزا صاحب نے بزمانہ قیام امرتسر

بوجود رمضان کے اثناء لیکچر میں چاء نوشی

شروع کی اور جب اعتراض کیا گیا تو آپ

لوگوں کی طرف سے یہ عذر پیش ہوا کہ الخ“

یہ عبارت صاف بتلاتی ہے کہ رمضان شریف

کے مہینہ میں مرزا قادیانی نے ماہ معظم کی بے حرمتی

کی اسے رمضان مبارک کے مہینے میں علانیہ مجمع عام

میں چائے پی کر رمضان شریف کی بے عزتی کرنی

سخت ناجائز حرکت تھی۔

پابندی نماز نہ ہونا

جس طرح دوسرے عوام نماز کی پابندی اور وقت

تلاش کیا خوب اصلاح کرو گے۔

غیر مسلم حکومت کو اولی الامر قرار دینا

جیسے میں نے تہمدی گڈ آرٹھ میں عرض کیا تھا۔ کہ پیٹ کے بندے اور کمزور ایمان لوگ ہر وقت برسر اقتدار جماعت کی ہاں میں ہاں ملا دیا کرتے ہیں۔ اور زیادہ متملق انسان اس سے اور آگے قدم رکھ کر اس کو مذہبی رنگ دینا شروع کر دیتا ہے جیسے کہ ہندوستان میں ہوا اور مرزا قادیانی اور اس کے ہمنواؤں میں اوروں کی بہ نسبت یہ مرض زیادہ گھر کر گیا۔ مرزا قادیانی نے غیر مسلم اقتدار کی اطاعت کو جزو ایمان قرار دیا ملاحظہ ہو ”شہادۃ القرآن“ مولفہ مرزا قادیانی کی عبارت :-

”میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جس نے ظالموں کے ہاتھ سے ہمیں پناہ دی ہے سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے“

اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن مجید پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور غیر مسلم حکومت کو اولی الامر میں داخل کر دیا ملاحظہ ہو ضرورۃ الامام (ص ۲۳)

”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی باوجود

کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے اس کے مطیع رہیں“

کس قدر دیدہ دلیری اور ڈھٹائی ہے کہ جو حق اور منصب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور خلفاء اور سلف کو حاصل تھا۔ وہ قادیانی کے زعم میں غیر مسلم حکام کو حاصل ہے۔

عقائد میں رسم و رواج کی پابندی

جیسے عوام لوگ اپنے عقائد تک میں رسم و رواج کی پابندی کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح مرزا کا بھی طریقہ رہا وہ خود لکھتا ہے کہ میں تم لوگوں کے رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے حیات مسیح علیہ السلام کا قائل رہا۔ (حالانکہ اسی مسئلہ کو براہین احمدیہ ص ۵۸ و ص ۵۹ میں قرآن مجید کی روشنی میں تسلیم کیا) بعد میں میرے الہام نے مجھے بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں ملاحظہ ہو مرزا کا اقرار :-

(اعجاز احمدی ص ۷)

”کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اسے نادانوں اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس امر کا دعویٰ ہے۔ کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک خدا نے مجھے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ

مرزا قادیانی کی عجیب حالت واضح ہوئی ہے۔
 کہ اگر (محمدی بیگم) کانکاج اس سے نہ ہو تو اس کے
 بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دھمکتا ہے اور انہیں مجبور کرتا
 ہے کہ وہ بھی اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دیکر علیحدہ
 کر دیں۔ بھلا جن لوگوں کے آپس میں تعلقات
 درست ہوں۔ میاں بیوی پورے سلوک اور حسن
 معاشرت سے زندگی بسر کر رہے ہوں تو وہ بلا وجہ
 کیوں اپنی بیویوں کو طلاق دیکر علیحدہ کر دیں۔ اور
 صرف اس لئے بیٹے رنڈوے ہوں کہ پورے باپ
 کی شادی ایک کنواری کمن لڑکی سے کیوں نہیں
 ہوتی یہ کہاں کی شرافت ہے کہ بلا وجہ ایسی شیع
 حرکت کا ارتکاب کیا جاوے۔ بھلا یہ بھی کوئی شریعت
 کا مسئلہ ہے؟ اب اس کا ثبوت سنئے کہ مرزا نے
 اپنے بیٹوں کو طلاقوں پر آمادہ کیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۸ و ۲۹)

”حدیث ۳ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ
 نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ
 ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے
 حضرت صاحب کی مخالفت کی اور خلاف
 کوشش کرتے رہے۔ اور سب نے احمد بیگ
 والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش
 کر کے شادی دوسری جگہ کرا دی تو حضرت
 صاحب (مرزا قادیانی۔ ناقل) نے مرزا اسلم
 احمد اور مرزا افضل احمد دونوں کو الگ الگ خط
 لکھا (یہ دونوں مرزا کے بیٹے ہیں ناقل) کہ
 ان سب لوگوں نے میری مخالفت کی ہے
 اب ان لوگوں کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق
 نہیں رہا اور ان کے ساتھ اب ہماری
 قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا تم اب

ہے۔“

گویا اپنے بنیادی مسئلہ میں بھی رواج کا پابند تھا۔
 حالانکہ اسی مسئلہ (حیات مسیح) شرک عظیم قرار دیتا
 ہے اور سنئے کہ کہاں رسم و رواج کی پابندی کی ہے پہلے
 مرزا کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ بعد میں مدعی نبوت بن
 بیٹھا اس کی وجہ خود موجودہ عقیدہ بیان کرتا ہے :-

(حقیقۃ النبوة ص ۱۲۳)

”نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ (مرزا
 قادیانی ناقل) اپنی نبوت سے انکار کرتے ہیں
 ہیں یہ ہے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی
 نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض
 احکام منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ
 نبوت پائی ہو اور کسی دوسرے نبی کا متبع
 نہ ہو یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں
 مسلم تھی۔“

یہاں اس کا بیٹا اقرار کرتا ہے کہ مرزا نبوت کی تعریف
 میں عام مسلمانوں کے عقیدہ کا پابند رہا ایسے بنیادی
 مسئلہ میں جس پر کفر و اسلام کی بنیاد ہے مرزا قادیانی
 لوگوں کے عقائد کا بھی پابند رہا۔ بعد میں پھر خدا نے
 اس کو سمجھایا تو تب کہیں سیدھا ہوا۔
 (تشبیہ) میرا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کے عقیدے
 نعوذ باللہ غلط تھے اور حیات مسیح اور ختم نبوت خلاف
 واقعہ تھے بلکہ میں تو مرزا پر الزام قائم کرنا چاہتا ہوں
 کہ خود مدعی الہام ہو کر کیوں سا ہا سال تک بنیادی
 مسائل میں بزم خود لوگوں کے عقائد کا پابند رہا یہی
 دو مسائل تو اس کے دعویٰ کی بنیاد تھے انہیں میں
 وہ منہ کی کھاتا رہا اور اس کو خدا نے بھی متوجہ نہ کیا
 اپنی خواہشات کیلئے دوسری بیویوں
 کو طلاق دلوانا

اور اگر آپ کے خیال میں کچھ زیادہ روپیہ ہو جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں صرف ہو جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو بلکہ اس سے صرف اشاعت دین ہو۔

کیونکہ بزرگ خود اشاعت دین کا خود اجارہ دار بنایا ہے اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے خبیث روپیہ کو قادیان میں مرزا کی خدمت میں روانہ کر دو۔ کیا یہی اصلح ہے اور اسلام کی اشاعت یہی ہوتی ہے کہ جو خبیث مال جمع ہو اس کو مرزا کے پاس پہنچا دو کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے حضورؐ نے تو سود کے لینے والے اور دینے والے اور گواہ وغیرہ سب کو مجرم قرار دیا ہے مگر مرزا ہے کہ اس کو جائز قرار دے کر خود مضہم کرنا چاہتا ہے۔ کیا خوب اشاعت اسلام ہوگی جس میں خبیث مال حصہ ہوگا شریعت نے تو صرف مقصد کو ہی پاک اور طیب نہیں رکھا بلکہ اس کے ذرائع اور وسائل کو بھی طیب رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

زنا کی کمائی کا روپیہ بھڑنا

پنجابی مدعی نبوت و تجدید و اصلاح نے حلال و حرام کی تمیز کو اس قدر اڑایا کہ کھجوروں کی زنا کی کمائی کو بھڑنے میں بھی دریغ نہ کیا بلا کھٹکا کسی عورتوں کی کمائی کو حاصل کرنا شروع کر دیا اس کا ثبوت بھی ملاحظہ ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اپنی اشاعت السنۃ جلد ۱۵ میں مرزا قادیانی پر چند سوالات کئے کہ اگر تو خود کو ملہم تصور کرتا ہے اور خدا کا مامور خیال کرتا ہے تو بھلا یہ آدمی بھی ملہم و مامور ہو سکتا ہے جس میں یہ یہ اوصاف ہوں ان سوالات

اپنا آخری فیصلہ کروا اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے بہت سے احسانات ہیں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا مگر فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا شیر علی کو (جو جنت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دیدو۔“

عبارت اپنی مراد میں ظاہر ہے کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں۔

سود کا روپیہ حاصل کرنا

مرزا قادیانی کی حرص و طمع کی رگ اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حلال و حرام تک کی تمیز نہ تھی جس طرح عوام لوگ سودی مال کو بلا دریغ وصول کرتے اسی طرح مرزا بھی ایسے ناجائز اور سودی روپیہ کو ہڑپ کرنے میں ذرا دریغ نہ کرتا ملاحظہ ہو اس کا ثبوت :-

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳)

”سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک احسن انتظام ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آدمی آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جائیں اور جب سود دینا پڑے اسی روپیہ میں سے لیں

کر رہے ہیں کہ تمہارے پاس جو ائینہ دیا انبیاوی سے
زنا کی اجرت کا روپیہ پونجا اس کو تم نے کیوں وصول
کیا اس کا جواب مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات اسلام
میں لکھا اور اس میں کہیں انکار نہیں کیا کہ یہ زنا کی
کمائی نہیں یا میں نے وصول نہیں کیا بلکہ ایک غلط
بہانے سے اس کو جائز کرنے کی کوشش کی ہے سنئے
آئینہ کمالات اسلام ص ۴۷ و ۴۸ کی عبارت :-

”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار و قیقہ لہورت
اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے
ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور
شرمناک ہیں“

(ص ۴۸) اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر
خدا تعالیٰ کا حق غالب ہے اور ہر ایک جسم اور
روح اور مال اسی کا ملک ہے پھر جب انسان
نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی ملک اصلی مالک
کی طرف عود کرتی ہے پھر اس مالک حقیقی
کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا واسطہ
رُسل ان نافرمانوں کے مال کو تلف کر دے
..... اور یا کسی رسول کے واسطے

سے یہ تجل تہری نازل فرماوے

مرزا قادیانی کی آئینہ کمالات کی تحریر کے بعد مولوی
محمد حسین نے اسی کے متعلق اشاعت السنۃ جلد ۱۵
ص ۱۹۵ و ۱۹۶ میں فرمایا کہ :-

”اس تشریح سے کا دیانی نے یہ جتایا ہے کہ
اللہ دیا نامی نائب طوائف کا مال کا دیانی نے
جو لیا ہے وہ بھی اسی قسم سے تھا جو بظاہر
نادانوں کی نظر میں ناجائز اور برا تھا۔ مگر
درحقیقت اس میں دقیق سر (بھید) تھا۔“
اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی نے

میں ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر ایک شخص زنا کی کمائی
کا حاصل شدہ روپیہ وصول کر کے اس کو اپنے مصرف
میں لے آوے تو ایسا شخص کیا الہام کے دعویٰ میں
سچا مانجا جاسکتا ہے۔ اور تیسرے پاس مبلغ دو صد روپیہ
انبیاء سے اللہ دیا نامی سے جو پہونچا ہے اور وہ زنا
کی کمائی ہے کیا تم نے وصول کیا یا نہیں۔ مرزا قادیانی
نے مولوی صاحب موصوف مرحوم کو اپنی کتاب آئینہ
کمالات اسلام میں ان کے سوالات کا جواب لکھتے
ہوئے کہیں انکار نہیں کیا کہ وہ روپیہ زنا کی کمائی نہ
تھی یا یہ کہ میں نے وصول نہیں کیا۔ بلکہ اس وصول
شدہ روپیہ کو جائز بنانے کی غلط کوشش کی ہے۔
اور لکھا ہے کہ اس قسم کا روپیہ پیغمبر لوگ وصول کر لیا
کرتے ہیں۔ اب دونوں طرف کی گفتگو ملاحظہ ہو :-
مولوی صاحب موصوف نے اشاعت السنۃ جلد ۱۵

ص ۲۱ میں لکھا ہے :-

”سوال مشتم۔ ایسا شخص اگر جھوٹ بھی بولتا
ہو لوگوں کے مال ناجائز ذریعہ سے لیتا ہو
ناجائز مال اجرت زنا وغیرہ کام میں لاتا ہو
’ظلم‘ ایذا رسانی، بیرحمی، بدخلقی و بدگوئی
پر مصر ہو تو پھر بھی وہ اگر اس کی کوئی پیشگوئی
سچی نکل آوے اس سچی پیشگوئی میں ملہم
و محدث مجدد اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے؟“

اشاعت السنۃ جلد ۱۵ ص ۳

”سوال چہل و چہارم میاں اللہ دیا ساکن انبیا
سے آپ نے اپنے سابق ملازم فتح خاں
کی معرفت دو سو روپیہ یا کم و بیش مرزا کا یاد
کیسا روپیہ تھا اخذ آیا کس کام میں آپ
نے صرف کیا“

ان دو سوالوں میں مولوی صاحب موصوف دریا

سے کہ وہ جہان ہے اس لئے اسکی دل آرزوگی
نہیں کی جاسکتی ترک خفگی اور نہی عن المنکر
نہیں کیا۔“

بھلا جس شخص کے اپنے مکان پر اس کا پکا مرید
شراب جیسی نجاست کو پی رہا ہو اور اس کو روکنے
کی ہمت نہ پڑے بھلا اس سے بھی توقع کی جاسکتی
ہے کہ وہ دنیا میں کوئی اصلاحی کام کر سکتا ہے یا دنیا
کو راہ راست پر لاسکتا ہے۔

یہ چند بڑے بڑے جرم پیش کئے گئے جو ہندو
میں اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں مرزا کے زمانہ میں موجود
تھے اور مرزا بجائے اس کے کہ ان کی کوئی اصلاح
کرتا اور ان کی بیخ کنی میں سعی ہوتا الما خود ان
ہی جرموں کا مجرم نکلا بھلا ایسا شخص نبوت و تجدد
و اصلاح کا دعویٰ خاک کر سکتا ہے وہ تو خود
پہلے اپنے ایمان اور اپنی دیانت و اخلاقی حالت
پر نظر ثانی کرے۔

اللہ دیا انبالوی سے دو صد روپیہ کے قریب زنا کی کمائی
کا مال حاصل کیا تھا۔

امریا لمعرف اور نہی عن المنکر نہ کرنا

مرزا قادیانی کے مکان پر اس کے ایک بڑے
معاون نے شراب پینی لیکن مرزا میں اتنی ہمت نہ ہوئی
کہ اس کو منع کرتا اس وقت اس کے منہ پر مہر لگ گئی
اس واقعہ کا ذکر بھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
نے انہی سوالات میں اشاعت السنۃ جلد ۱۵ میں کیا
ہے جن سوالات میں مرزا سے اللہ دیا انبالوی کے
کسب زنا کی دو صد روپیہ کی آمدنی کا ذکر کیا ہے یہ
سوال بھی مرزا کے سامنے پیش ہوا لیکن مرزا نے
اس کا انکار نہ کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ
تو ہوا ہے (ملاحظہ ہوا اشاعت السنۃ جلد ۱۵ ص ۳۱)
”کیا آپ کے ایک خاص مرید اور بڑے معاون
نے خاص آپ کے مکان پر شراب نہیں پی
اور آپ نے اس پر مطلع ہو کر اس عذر

شمالی پنجاب کے مسلمانوں کی عظیم الشان تبلیغی کانفرنس
اعلیٰ

حزب الانصا کا بارہواں سالانہ جلسہ

بمقام جامع مسجد بھیرہ بتاریخ ۲۰-۳۰-۴۰ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۰-۲۱-۲۲ مارچ ۱۹۴۱ء موافق
۸-۹-۱۰ چیت سمد ۱۹۹۹ بروز جمعہ۔ ہفتہ و اتوار نہایت تیزک و اشتہام سے منعقد ہوگا۔ جس میں نامور علمائے
کرام و مشائخ عظام کی شرکت کی توقع ہے۔ ماہر سے تشریف لانے والے احباب کے لئے طعام و رہائش کا
انتظام بلا معاوضہ ہوگا۔ جملہ قابل دریافت امور ناظم اطلاعات جلسہ سالانہ حزب الانصار بھیرہ (پنجاب) سے
بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔
امیر حزب الانصار بھیرہ

فرق باطلہ اور انکارِ حدیث

علامہ ابن قتیبہ کی تصریح

(۸)

(مترجمہ مولانا حافظ محمد ادریس صاحب پرنسپل ایم۔ اے او کالج انیسرا)

جنت کا ایک باغیچہ بتایا ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس جگہ نماز پڑھنے اور ذکر کرنے سے آدمی کو جنت نصیب ہو جاتی ہے۔ گویا اس بارے میں وہ مقام خود ہی جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کی وضاحت اس روایت سے ہوتی ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ”جنت کے باغیچوں کی سیر کیا کرو“ صحابہؓ نے پوچھا۔ ”یا رسول اللہؐ جنت کے باغیچے کون سے ہیں؟“ آپؐ نے فرمایا ”مجالس ذکر“ نیز ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مریض کی عیادت کے لئے جانے والا جنت کی روشوں میں چلتا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں مراد یہ ہے۔ کہ ذکر خداوندی اور عیادت مریض آدمی کو جنت میں پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عمارؓ بن یاسر نے فرمایا ہے کہ ”جنت تلوار کی چمک کے نیچے ہے“ یعنی مجاہدین کی جزا جنت ہے۔

(نوٹ) بعض لوگوں نے قبر اور منبر والی حدیث کی شرح یوں کی ہے۔ کہ زمین کا وہ قطعہ جنت کے کسی حصہ کے متوازی واقع ہے۔ اس لئے اس کو مجازاً جنت کا باغیچہ کہا گیا ہے۔ مگر میرے

اعتراف { کہتے ہیں۔ تم روایت کرتے ہو کہ یہ منبر جنت کے حوضوں میں سے ایک حوض پر رکھا ہوا ہے۔ اور میری قبر اور منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے“ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

سِدْرَتِ الْمُنْتَهٰی عِندَہَا { ”سدرۃ المنتہیٰ
جَنَّةُ الْمَأْوٰی { اس کے پاس
(فرقان) جنت مامویہ ہے۔

نیز ارشاد ہوا ہے :-

وَجَنَّاتٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ { اس جنت کی طرف
وَالْاَرْضُ { بڑھو۔ جس کی چوڑائی
آسمانوں اور زمین کے برابر ہے “

نیز تم خود بھی دوسری روایتوں میں بیان کرتے ہو۔ کہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ”جنت ساتویں آسمان پر ہے۔ کیا یہ صریح تناقض نہیں ہے؟

جواب { ان روایتوں میں باہم کوئی تناقض نہیں ہے یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر مبارک اور منبر کے درمیان حصہ کو

نزدیک یہ شرح مناسب نہیں ہے۔

کُتُل کو قتل نہ کرنا مشورہ

اعتراف کہتے ہیں۔ تم روایت کرتے ہو کہ آنحضرتؐ سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کو قتل کرنے کا حکم دے دیتا۔ ہاں صرف کالے کتوں کو قتل کیا کرو۔ کیونکہ وہ شیطان ہوتے ہیں۔ اس کیساتھ ساتھ تم روایت کرتے ہو۔ کہ آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ کے کتوں کو مروا ڈالا تھا۔ یہاں تک کہ شہر بھر میں کوئی کتا باقی نہ رہا تھا۔ ان روایتوں میں تناقض کے علاوہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ کہ امت ہونے کو کتوں کے قتل نہ کرنے کا سبب بتایا گیا ہے حالانکہ امت ہونے کا ان کے قتل ہونے یا نہ ہونے سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

جواب کتوں کے علاوہ قرآن مجید نے حیوانات اور پرندوں کی ہر ایک جنس کو ایک امت بتایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَّةٌ أَمَّا لَكُمْ سَبِّحْ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مرا دیہ ہے۔ کہ یہ اجناس غذا کی تلاش اور خطر سے بچنے کے لئے تمہاری طرح کوشاں رہتے ہیں۔ اور ان سے مختلف فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اب اگر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیدیتے۔ تو ان کی نسل دنیا سے منقطع ہو جاتی حالانکہ کتے انسان کے لئے بہت زیادہ کارآمد ہیں وہ ہمارے گھروں مویشیوں اور کھیتی کی رکھوالی

کرتے ہیں۔ ہمارے لئے شکار مارتے ہیں۔ اور خانہ بدوش لوگوں کا نگہ دارہ ہی کتوں پر ہے۔ نیز اپنے مالک کی حفاظت اور وفاداری میں کوئی جانور کتے سے برابر ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ نے ان کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔

کالا کتا کالے کتے کو مار ڈالنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ وہ دوسرے کتوں سے زیادہ مضر اور کھٹکنا ہوتا ہے۔ جلدی باؤلا ہو جاتا ہے۔ پہرہ دینے میں پھسڈی ہوتا ہے۔ اور ہر وقت اونگھتا رہتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا بر تشبیہ اس کو شیطان یعنی خبیث بتایا ہے۔

مدینہ کے کتے اور مدینہ منورہ میں کتے اس لئے مروا گئے تھے۔ کہ اس شہر میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی تھی اور جہاں کتا موجود ہو۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے جبرئیل نے آکر بیان کیا کہ میں رات اس لئے نہ آسکا۔ کہ آپ کے دروازہ پر مصوّر پروردہ لٹکا ہوا تھا۔ اور گھر کے اندر کتا موجود تھا۔ یہ ایک پلا تھا جسے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ رضی اللہ عنہما اپنے تخت کے نیچے رکھ چھوڑا تھا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جب فرشتے ایک گھر کے اندر کتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو اس پاس کے علاقے میں بھی ناپسند کرتے ہوں گے۔ اس لئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شہر کو ان سے پاک کر دیا۔ تاکہ وہ آپ کے اور عالم ملکوت کے درمیان آئندہ حجاب نہ بن سکیں۔

کیا آنحضرتؐ نے اپنی زرہ رہن رکھی تھی؟

اعتراف کہتے ہیں۔ تم روایت کرتے ہو۔ کہ آپؐ کی زرہ چند سیر جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ تم اس روایت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہو۔ کہ آنحضرتؐ ص زاہد اور فقیر تھے۔ مگر تمہیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ اس سے اس وقت کے تمام مسلمانوں کی توہین لازم آتی ہے۔ کہ انہوں نے اپنے نبی کی مدد نہیں کی۔ اور ان کے اغیار سے قرض لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ حالانکہ وہ لوگ آنحضرتؐ ص ہی کی بدولت یمن۔ بحرین۔ عمان۔ نجد اور حجاز پر حکومت کرتے تھے۔ اور ان میں حضرت عثمانؓ اور ابن عوفؓ جیسے مالدار اور سخی لوگ بھی موجود تھے۔

نیز جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نہار و سپاہیوں کے لئے رسد وغیرہ فراہم کرتے تھے اور سینکڑوں اونٹ خیرات کرتے تھے۔ اور باغ فدک کے مالک تھے۔ اور عاکبہ میں آپؐ کے سات باغ موجود تھے۔ تو پھر وہ چند سیر جو کے لئے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھنے پر کیونکر مجبور ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ روایت بالکل غلط اور بعد کی گھڑی ہوئی ہے۔

جواب اس حدیث میں کوئی ایسی بات موجود نہیں ہے۔ جس پر سب سے کج فطرت معترض کے کسی کو تعجب ہو۔ یا کوئی شخص اس کی صحت میں ذرہ برابر بھی شبہ کرے بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی ضرورتوں کو پیچھے رکھ کر فقیروں کو دیتے تھے۔ اور جو کچھ آپؐ کو ملتا تھا۔ اسے اپنے ساتھیوں فقیروں

مسکینوں اور مسلمانوں کی عام مصالحتوں میں خرچ کرتے تھے۔ آپؐ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔ اور مال ہرگز جمع نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اپنے پاس مال رکھنا پسند بھی نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا "یا رسول اللہ آپؐ کا چہرہ اترا ہوا ہے۔ خیر تو ہے" آپؐ نے فرمایا بات یہ ہے۔ کہ کل کہیں سے سات دینار آئے تھے میں نے سر ہانے رکھ دیئے۔ پھر ان کو تقسیم کرنے کا خیال نہ آیا۔ اور وہ صبح تک میرے پاس پڑے رہے اس لئے میری طبیعت مضطرب ہو گئی۔ نیز جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو حضرت عائشہؓ یہ کہہ کر روتی تھیں:-

بَايَ مَنْ لَمْ يَنْعَمْ عَلَى الْوَيْثِ
وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خَبْزِ الشَّعِيرِ

"میرے والد اس شخص پر سے قربان ہوں جو نرم کچھونے پر کبھی نہ سوئے اور جنہوں نے جو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی"

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بہت کچھ پانے کے بھی ہمیشہ ایتھار فرماتے تھے۔ اور دوسروں کی مصیبتوں کو دور کرنے کیلئے خود ہر تکلیف کو برداشت کیا کرتے تھے۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض اوقات بڑے بڑے کجخوس مالدار بھی محتاج ہو جاتے ہیں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اگر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سخی کو کبھی قرض لینے اور رہن رکھنے کی ضرورت پیش آئی ہو۔

رہ گئی یہ بات۔ کہ مسلمانوں نے آپؐ کی مدد کیوں نہیں کی۔ تو اس کے لئے پہلے یہ ثابت کر دینا چاہئے۔ کہ آپؐ نے مسلمانوں کو اس حالت سے آگاہ

ساتھ تم روایت کرتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

” آدمی کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے “
پہلی روایت سے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ نیت کا درجہ عمل سے دس گنا کم ہے۔ اور دوسری روایت یہ بتاتی ہے۔ کہ نیت عمل سے بہتر ہے۔ کیا یہ صریح تناقض نہیں؟

جواب { ان میں باہم کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ جس نے صرف ارادہ کیا ہے اور عمل نہیں کر سکا ہے۔ وہ یقیناً اس سے رتبے میں کم ہے۔ جس نے نیت کے ساتھ ساتھ عمل بھی کیا ہے۔ اس لئے اس حدیث میں جزا کی تقسیم جس طرح پر کی گئی ہے۔ اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ دوسری حدیث میں نیت کی برتری کا جو ذکر ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان کو جنت یا دوزخ میں نیت ہی کی بنا پر ہمیشہ رکھا جائیگا۔ اگر ان کو آخرت میں صرف ان کے اعمال کا بدلہ ملنا۔ تو مرد اعمال کی جزا یا سزا غیر محدود کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر چونکہ مسلمان کی نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ نیک کرے گا اور ایک کافر کی نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ برائی کرتا رہے گا۔ اس لئے مسلمان کو اس نیک نیتی پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رکھا جائے گا۔ اور کافر کو اس کی بدنیتی کی وجہ سے دائمی طور پر دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ آخرت کی جزا و سزا کے بارے میں نیت کا درجہ عمل سے بہت زیادہ ہے۔
(باقی آئندہ)

کیا تھا۔ اور انہوں نے آپ کو کورا جواب دے دیا تھا۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس طرح بعض اوقات ہمیں ایک ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اور ہم اسے کسی قریبی رشتہ دار یا کسی مخلص دوست پر بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اس ضرورت کو مسلمانوں پر ظاہر کرنا پسند نہیں کیا۔ (بلکہ جہاں تک میسر ہو سکتا تھا)۔

معلومات کا تعلق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے کبھی کسی سے کوئی مدد نہیں مانگی ہے۔ (مترجم) اور یہودی کے پاس زرہ اس لئے رہن رکھی گئی تھی۔ کہ اس وقت غلے کی منڈی ان کے قبضے میں تھی۔ وہ لوگ فصل پر غلہ خرید کر جمع کر لیتے تھے۔ پھر اسے منہگا بیچتے تھے۔ اور مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ نے ”احتکار“ سے منع فرمایا تھا۔ اس لئے وہ اس تجارت میں فائدہ نہیں حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

نوٹ۔ یہ روایت اپنے مطلب کو ادا کرنے کے لئے کتنی صاف ہے۔ مگر اس کے باوجود بعض نا سمجھ بے دینوں (بعض الموقر) نے صرف اسی روایت کی بنا پر امام اعمش کو دروغ گو کہنے کی جرات کی ہے۔
دراز دستی! کون کون سی استیناں ہیں

نیت اور عمل

اعتراض { کہتے ہیں۔ تم روایت کرتے ہو۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”جس نے نیک کار ارادہ کیا۔ اور اسے کرتے سکا۔ اسے ایک ثواب ملے گا۔ اور جس نے ارادہ کئے بعد اسے کر بھی لیا۔ تو اسے دس گنا ثواب ملے گا۔“ اس کے

انتباہیۃ علی افشاحیۃ مشرقی کا تذکرہ غلط

(۱۵)

(از مولانا محمد عالم حصہ، آئینی امرتسری)

(۳) اصول عشرہ کو اسلام کی روح اور نچوڑ بتایا ہے مگر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ بعد از ایمان قبول کرنے کے سیاسی اور تمدنی احکام ہیں ارکان اسلام نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود مشرقی معترف ہے کہ یہ اصول عشرہ ہر قوم میں اور ہر مذہب میں پائے جاسکتے ہیں اسکے بعد یہ آیت پیش کی ہے کہ اوجینا الیک سوا حامن امرنا پھر روح کا ترجمہ غلط کیا ہے کہ اس سے مراد نچوڑ یا ست اور خلاصہ ہے کیونکہ اس معنی میں روح کا لفظ نزول قرآن کے وقت متعلق نہ تھا یہ آج کی اصطلاح جدید ہے اس سے قرآن کو کوئی واسطہ نہیں۔ ورنہ وام بالعرف کا معنی یوں لیا جائیگا کہ رواج کے مطابق حکم دیا کرو آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ خدا نے زندگی بخشی بلکہ مجسم زندگی اپنے حکم سے نازل فرمائی ہے قرآن مجید روح ہے اسکی طرف دعوت دی گئی ہے بار قرآن مجید میں مومن کو زندہ اور کافر کو مردہ کہا گیا ہے اگر مان بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ دعوے غلط ہے کہ اصول عشرہ اسلام کا خلاصہ ہیں کیونکہ پہلے تو وہ خود مان چکا ہے کہ اصل الاصول توحید ہے اور باقی احکام اسکے فروعات ہیں دوم ارکان خمسہ اسلام خلاصہ ہیں جن کے قبول کرنے سے ایک غیر مسلم اسلام میں فوراً داخل ہو سکتا ہے سوم اصول عشرہ وعیدی طور پر مامور نہیں اور ارکان خمسہ وعیدی طور پر مامور ہیں چنانچہ نماز اور زکوٰۃ کے متعلق بار بار وارد ہوا ہے کہ اقموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ۔ حج کے متعلق ہے کہ اتوا الحج والعمرہ للہ روزہ کے متعلق ہے کہ کتب علیکم الصیام اور توحید آہی

سے تو سارا قرآن ہی لبریز ہے۔ خدا پرست آدمی ان آیات سے ان احکام کو فرض سمجھتا ہے کہ جب تک ترک کرنے پر عذاب ہوگا اور اسے کہیں نظر نہیں آتا کہ یہ ارکان خمسہ اصول عشرہ کے استحصال کے وسیلہ تھے جواب نہیں رہے۔

(۴) یہ کہنا غلط ہے کہ مسلمان امر آہی میں تنازع کرتے ہیں اسلئے معذب ہیں۔ امر آہی قرآن مجید ہے اس کی صداقت پر سب کو ایمان ہے امر آہی صرف اصول عشرہ نہیں بلکہ اور احکام شرعیہ بھی ہیں جو قرآن میں جایا مفصل مذکور ہیں جن میں سے ارکان خمسہ بنائے اسلام قرار دیئے جا چکے ہیں جب تک قبول کرنے سے غیر مسلم کو اسلام میں داخلہ نصیب ہو جاتا ہے اور اصول عشرہ کے قبول کرنے سے اسلام میں داخلہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ از قسم فعل ہیں اور ارکان خمسہ میں توحید صرف علم و اعتقاد ہے باقی چار عمل ہیں۔ اور توحید سے اسلام کا داخلہ ہو جاتا ہے۔ باقی چار اعمال اسلام کی تکمیل کے لئے ہر وقت عائد ہو سکتے ہیں۔ جہاد، ہجرت وغیرہ وقتی فرائض ہیں تصفیہ عقائد کے لئے ایمان بالرسول ایمان بالکتاب اور ایمان بالآخرۃ اور ایمان بالملائکہ بھی ضروری ہے استقامت اخلاقی فرض ہے توکل علی اللہ تکمیلی فرض ہے۔ والتفصیل لم یوضع آخر ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مشرقی نے لکل جعلنا منسکاً مشیخ کر کے کہا ہے کہ مناسک فروعات ہیں اصل اسلام ہیں اگر جہلیا سے مناسک کا مامور ہونا ثابت نہیں ہوتا تو جہلیا

اللهم انا نجعلك في نحورهم ونعوذ بك منهم

مح مغرب۔ دم مشرق۔ اصول عشرہ

اور الصلوٰۃ

(الف) خلاصہ قول مشرقی

(۱) اصول عشرہ پر عمل کرنے والی قوم خواہ کسی ملک کی ہو پستی سے نکل کر بلندی پر پہنچ جاتی ہے۔ اور زمین پر مسلط ہو کر امن کی زندگی بسر کرتی ہے۔ اور یہی مومن مسلم اور فلاح یافتہ ہیں۔

(۲) مغربی قوم نے موالید ثلاثہ اور بنی نوع انسان میں مماثلت ثابت کی ہے جس کا اشارہ اہم امثالکم میں موجود ہے پھر اس نے اہم سابقہ کی تاریخ پڑھی تو اسے معلوم ہوا کہ نظام کائنات سعی و عمل اور جدوجہد پر قائم ہے۔ جن کا آخری مرحلہ اصلاح نفس اور حفظ نفس پر ہے۔ تاکہ سیئات اور شرعائد سے نجات ہو۔ کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اسی میں بقا و فنا کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

(۳) یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ تزکیہ نفس اور اصنام قلبیہ سے دل صاف ہو۔ توحید فی العمل کا مفہوم بھی یہی ہے۔ جس سے دجال کی حکومت سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے ان کے نزدیک یہی اصلاح نفس ہے اور یہی اصول عشرہ کا جزو اعظم ہے۔ اور اس میں فلاح ہے قدا فلاح من تزکی۔

(۴) اس کے نزدیک تزکیہ نفس فلاح کی تہیہ ہے اور کامل فلاح تنظیم سے ہوتی ہے جس میں اصول عشرہ پر عمل کرنا شرط ہے۔

(۵) یہ وہ اصول ہیں جن پر دواب و طیور بھی عمل پیر

لہ اصنام قلبیہ کی تشریح پہلے آچکی ہے یہاں بھی آئے گی۔

سے اصول عشرہ کا فرض ہونا ثابت کیا گیا ہے وہ کبھی فرضیت ثابت نہیں کر سکتے اور ان اشارات سے ان کا ارکان اسلام کا ثبوت تو بالکل ہی ناممکن ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی خبر نہیں بلکہ یوں کہو کہ مشرقی اصل تعلیم قرآنی سے بے خبر ہے ساری عمر علوم جدیدہ کی تحصیل میں بسر کی۔ پھر نصرانیت کی روشنی میں قرآن مجید کی ترجمہ شناسی حاصل کی تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ ہر قرآن بھی ہے نہ قرآن دانی دیگر و علامہ بودن دیگر است

ایسے دعویداروں نے قرآنی تعلیم کے کئی ایک نئے نمونے پیش کئے ہیں نئی نئی تفاسیر و تراجم کئے گئے مگر ہر کسے راقبلہ دیگر نماز و دیگر است

تعجب ہے کہ متفق علیہ تعلیم چھوڑ کر نئی نئی تحقیقات پیش کر کے قوم میں آئے دن شتت و افتراق سے شیرازہ جمعیت کو اکھیڑ رہے ہیں اور پھر شکایت ہے کہ قوم میں اتحاد پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک اتحاد کی صرف ایک یہی صورت ہے کہ عہد حاضر کے محقق اپنی تحقیقات سے دستبردار ہو جائیں اور مسلمانوں کو اسی صراط مستقیم پر کھڑا رہنے دیں جس پر وہ پہلے چل رہے تھے مگر یہ مشکل ہے کیونکہ محققین عصر حاضر قومی اتحاد کو تپ و دو بنکر لاحق ہو چکے ہیں۔ جب تک ایسے محقق پیدا ہوتے رہیں گے نت نیا فرقہ پیدا ہوتا رہے گا۔

(۶) العادۃ لا تود الا بالملوت یہاں بھی مشرقی نہیں رہ سکا۔ اخیر میں مسلمانوں کو کافر کہہ ہی دیا کہ تم قرآن مکمل طور پر نہیں مانتے لیست اول قاررۃ کسرت فی الاسلام اس سے پہلے مسیح قادیانی نے مسلمانوں کو کافر بنایا۔ پھر خواجہ احمد الدین بانی فرقہ امت مسلمہ ان کو کافر کہہ چکا ہے۔ اب اس کی باری آتی تو اس نے بھی دل کھول کر سب کو کافر کہہ دیا۔

ہے۔ اس کا امیر قوم کون ہے جس کے پاس اپنا سارا مال حاضر کر دیتا ہے۔ اس نے علم ایجاب و نفی کتنا پڑا ہے۔ اس میں تزکیہ نفس۔ توحید فی اہل اور اتحاد بین الافراد کہاں ہے؟ اور یہ بھی بتائیے کہ ایمان بالآخرۃ اس میں کہاں تک موجود ہے۔؟ کتارہنے دیجئے بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ مرغ۔ بیڑ وغیرہ میں اصول عشرہ ثابت کیجئے۔ ورنہ مان جائیے کہ ”امم امثالکم“ کی تفسیر نہ اہل مغرب جانتے ہیں نہ تمہیں معلوم ہے۔ اسلامی نکتہ نظر سے یہ آیت بتا رہی ہے کہ تمام دواب و طیور اپنے خالق کی دی ہوئی ہدایت پر عمل پیرا ہیں اپنے اس طرز عمل میں کسی دوسرے خالق کی پیروی میں اپنا طریق عمل نہیں بدلتے۔ مگر انسان ہے۔ کہ اپنے خالق کو چھوڑ کر غیر اللہ کی اتباع میں اپنا طرز عمل بدل دیتا ہے۔ اور کمال شرم کی بات ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک دواب و طیور کا طرز عمل نہیں بدلا انسان اس سے یہ سبق نہیں لیتا کہ کوئی دوسرا معبود نہیں ورنہ کسی وقت وہ ان میں اپنی خالقیت بتانے کے لئے کچھ ترمیم کر ڈالتا۔ پس یہ آیت توحید الوہیت کا ثبوت ہے۔ اصول عشرہ کا ثبوت نہیں۔

(۳) اصلاح نفس بے شک تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر تزکیہ نفس کا یہ مفہوم غلط ہے کہ ان احسان قلبیہ سے دل پاک ہو جائے جو مشرقی نے اپنی طرف سے اختراع کئے ہیں کہ مال و اولاد کی محبت نہ ہو ماکول و مشروب اور گھر بار سے تعلق نہ رہے۔ کبرائے خلق کا احترام نہ ہو اور صلحائے امت کی پیروی نہ ہو اور ہمہ تن امیر قوم کے ماتھے میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہ جائے۔“

ہیں۔ یہی ان کی عبادت بھان کا سجدہ ہے۔ چنانچہ وہ انسان تک ممانعت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو دنیا کا حکمران جانتے ہیں۔ بذریعہ وحی یہ اصول ان کی شرت میں داخل ہیں واللہ لیجد ما فی السموات و الارض (۱۶-۲۹)

واو حی ربک الی النخل آیہ میں لکھی کو حکم ہے۔ کہ دشمن سے حفاظت کر یہی تیری نسا و سجدہ ہے۔ اور یہی تیری تسبیح ہے۔ جس میں تمام دواب و طیور و ملائکہ بھی تیرے شریک ہیں۔ کل قد علم صلوٰۃ و تسبیحہ (۱۷-۲۴)

تردید بالترتیب

۱) پہلے ہم بتا چکے ہیں۔ کہ اصول عشرہ اس حکمران قوم میں بھی موجود ہو سکتے ہیں جو سرے سے خدا ہی کی منکر ہو تو بھلا ان کو اسلام اور ایمان یا فلاح اخروی کیسے کہا جاسکتا ہے۔ روس دنیا کے چھٹے حصے پر حکمران رہا ہے جس کا شعار قومی یہ تھا۔ کہ دنیا سے مذہب کو نکال دو۔ اور آسمان سے خدا کو نکال دو۔ آج وہ ہلاکت اور فلاکت میں مبتلا ہے اور فلاح۔ امن کی زندگی اور مادی ترقی سب کا فور ہو رہی ہے۔

(۲) امم امثالکم سے آریہ تناسخ ثابت کرتے ہیں۔ جس میں بنی نوع انسان سے پوری مماثلت پائی جاسکتی ہے۔ کیا مغرب یا مغرب پرست مشرقی اس آیت سے تناسخ کو بھی تسلیم کرے گا؟ اصول عشرہ میں مماثلت ثابت کرنا ناممکن ہے ورنہ مشرقی ثابت کرے کہ کت حفظ نفس میں انسان کا کیوں محتاج ہے۔ کیوں غیر اللہ کے دروازے پر سر بسجود رہتا ہے۔ کیوں اپنے بچوں سے محبت کرتا

وہ فلاح یافتہ ہوگا۔ اگرچہ اس نے اصول عشرہ میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہ کیا ہو۔

(۵) خدا کا فرمان ہے کہ تم دعا ب و طہور کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر مشرقی نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ اصول عشرہ کی پابندی ہے۔ اور یہ سراسر جہالت ہے کہ خدا سے بھی بڑھ کر دم مارتا ہے۔ پھر بتایا ہے کہ مکھی کا ڈنگ مارنا اس کی تسبیح و صلوة ہے۔ تو پھر کتے کا کاٹنا۔ سانپ کا ڈسنا۔ اور شیر وغیرہ کا شکار کرنا بھی ان کی تسبیح ہوگا تو اس حالت میں کسی ڈاکو کا جھلے آور ہونا یا کسی قزاق کا قتل کر کے مال لوٹ لے جانا۔ اسے کیوں غازی نہیں بناتا۔ دول یورپ کی باہمی وحشیانہ کشت و خون مشرقی کے نزدیک شاید اسلامی ذکر و شعل سے کہیں بڑھ کر تسبیح و تہلیل اور نماز ہوگی؟ بالفرض اگر یہ سب کچھ مان لیا جائے۔ تو ہمیں یہ بتایا جائے۔ کہ بھوسہ فساد فی الارض اور گناہ کس چیز کا نام ہوگا؟ (باقی آئندہ)

کیونکہ اشد حبا للہ سے خود ثابت ہے۔ کہ ان سب سے محبت ہو۔ مگر خدا کی محبت سے زیادہ نہ ہو۔ اس آیت سے غیر اللہ کی محبت کی نفی قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔ مشرقی نے اس نمبر میں اتباع سلف کو دجال کی حکومت کا اتباع بتایا ہے۔ جو بالکل اخلاقی زندگی کے بھی خلاف ہے۔ تو پھر اس میں فلاح کیسے ہوگی؟ کیا کسی خود رائے امیر کی اطاعت بربادی اور ہلاکت کا نشان نہیں؟ کیا دنیا نے یہ دیکھ نہیں لیا کہ خاکساری تحریک ایک تباہ کن تحریک ہے؟

(۴) نمبر ۴ میں مشرقی کا دعویٰ ہے کہ دوا ب و طہور اصول عشرہ پر چل رہے ہیں۔ مگر ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حفظ نفس کے سوا ان میں کوئی اور اصول موجود نہیں۔ تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ ہر ایک جانور حکومت استبدادی کا خواہاں ہے؟ اور نمبر ۴ میں کہا ہے کہ فلاح اخروی تنظیم اور اصول عشرہ سے ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آج اگر کسی کو توحید الہی اور ایمان بالرسالۃ حاصل ہو۔ اور وہ اسی وقت مرجائے۔ تو ضرور

آسان ترین لیکن بیش بہا اعانت

کاغذ کی پریشان کن گرانی اور عام بے روزگاری کی وجہ سے ”شمس الاسلام“ کی مالی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ اس حالت میں آپ اگر اس کے خریداروں کا حلقہ وسیع کرنے میں جلدی ادا و فرمانے سے معذور ہوں تو کم از کم آپ خود ہی اس کے خریدار بنے رہیں اگر موجودہ خریدار ہی مستقل طور پر خریدار رہیں اور آئندہ خریداری سے انکار نہ کریں تو یہ ان کی طرف سے آسان ترین لیکن بیش بہا اعانت ہوگی۔ اس صورت میں ہم نقصان اٹھا کر بھی ”شمس الاسلام“ کو خدا کی مدد سے جاری رکھ سکیں گے۔

(ملینجی)

متفرقا

مسلمانان عالم مصابو الالام کے نغمے میں

رب العالمین کی بارگاہ میں جھک جاؤ!

آج دنیا بھر کے مسلمان جن ہولناک مصائب و مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کے جو رستم کا جس بیدردی سے نشانہ بنائے جا رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ایسے حوادث و لوازل تھے وقت اسلام نے مسلمان کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے اور بد عیلول و سیہ کاریوں سے بچنے اور توبہ و استغفار اور دُعا کرنے کی ترغیب دی ہے اس قسم کے حالات میں دُعا "قنوت نازلہ" کا پڑھنا بھی شروع ہے یہ دُعا ذیل میں درج کی جا رہی ہے تمام امانان مساجد کو چاہئے کہ اس دُعا کو زبانی یاد کر لیں اور نماز فجر کے فضول کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھ کر یعنی سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد ماتھ باندھ کر یا کھلے چھوڑ کر کسی قدر بلند آواز سے اس کو پڑھیں مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ ہر دُعا پر آہستہ آواز سے "آمین" کہتے جائیں۔ یہ سلسلہ کم از کم ایک ماہ تک جاری رکھیں یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے مذہب حنفی کی معتبر کتابوں سے ماخوذ ہے اس لئے کسی حنفی بھائی کو "قنوت نازلہ" کے پڑھنے میں تاثر نہیں کرنا چاہئے۔

”دُعا قنوت نازلہ“

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمَاتِ — وَالْفُتُوحَاتِ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ — وَاللَّهُمَّ اَلْحِنِ الْكُفْرَةَ الدِّينِ يُصَدِّقُونَ عَنْ سَيِّئَاتِكَ وَيَكْفُرُونَ رُسُلَكَ وَيَقَاتِلُونَ اَوْلِيَاءَكَ — اللَّهُمَّ خَالَفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ — وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ — وَانْزِلْ بِهِمْ بِأَسْكَ الدِّينِ لَا تُرَدُّكَ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ — اللَّهُمَّ اَنْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ — وَارْحَمْ الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ — اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى الْكَافِرِينَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كِسْفِ يَوْسُفَ — وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ —

المنش

(مولانا) محمد حسن - (صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ)

(مولنا پیر) سلام الدین قاسمی (خطیب مسجد میاں محمد جان مرحوم و مہتمم مدرسہ نصر الحق حنفیہ)

(مولنا) عبد الباقی (صدر مدرس مدرسہ نصر الحق حنفیہ)

(مولنا) عبد الرحمن (مدرس دوم مدرسہ نعمانیہ)

(مولنا) غلام محمد (خطیب جامع مسجد شیخ خیر الدین مرحوم)

(مولوی) محمد داؤد (خطیب مسجد شیخ بڈا مرحوم) (پیر زادہ ابوالفضیاء) محمد بہاء الحق قاسمی امرتسر

دُعَاء

(از جناب تاج الدین حبیب تاج زیارتی متعلم مدرسہ عربیہ کھڑا)

دلِ مسلم کو پھر وہ جذبہٴ کامل عطا کرے جو اس کو یا آہی بے نیاز دوسرا کر دے
ترے محبوب کی اُمت گری ہے قعرِ ذلت میں اسے رفعت میں ہمدوش ثریا اے خدا کر دے
سفینہٴ ملتِ بنیاد کا لگ جائے کنائے پر خدا نا آشنا بندوں کو یاربِ ناخدا کر دے
سمجھتے ہیں مسلمان عارِ تقلیدِ ابوذر کو ابوذر کی طرح یارب انہیں فقیر آشنا کر دے
خوشی سے عزتِ اسلام پر قربان ہو جائیں انہیں شبیر کی تقلیدِ جذبہٴ عطا کر دے
شہید فی سبیل اللہ کے تے کو کیا جانیں یہ ناواقف ہیں ان کو واقف از بقا کر دے
نہ شمشیر بھی نظر ہو دین کی خستہ تو اپنے نام لیوا کو حقیقت آشنا کر دے
اٹھے دشمن پہ ہاتھ ان کا تو وہ دستِ مُعانکر اسے ہمدردی ان کا جذبہٴ عطا کر دے
نہ گھبرائیں اگر چہ سخت طوفانِ حوادث ہو مسلمان کو سراپا بندہٴ صبر و صفا کر دے
اسے تو فیق دے رستہٴ بے بھول بھٹکوں کو تو اس گم کردہ راہ بندے کو یارب رہنما کر دے
جو تیرا عاشق صادق ہے وہ پکا مسلمان ہے وہ بندہٴ ترا جو بندگی کا حق ادا کر دے

دُعائے تاج کی ناقابلِ حل عقدہٴ مشکل

بجی سہ کوئین آس لے خدا کر دے

تبلیغی کتابیں

کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرایہ میں تبلیغ رسد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴۲ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۴۲ مکمل طلب کرنے پر ۱۲۲ محصول اک علاوہ

المشرقی علی المشرقی طبع اول۔ تعداد صفحات ۹۲۔ یعنی المشرقی علی المشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک کے خلاف افغانستان سرحد آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے بیانات اور فتاویٰ مقتدرہ مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل قدر مجموعہ قیمت ۳۳ محصول اک اور قیمت فی سینکڑہ پندرہ روپے۔ پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے محصول اک علاوہ۔

برق آسمانی جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے برقی آسمانی اس کے سوانح و عقائد، عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ان کے خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا نااطفہ بند کر دیا ہے۔ رعایتی قیمت ۴۲

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ ناب المعروف بہ (جواگست ۱۹۰۷ء) میں شائع ہو کر خراج تحسین کا سرفراش حاصل کر چکا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں گالی تو کجا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے۔ مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور اس کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرائے قرآن مجید احادیث نبوی کریم، اقوال ائمہ سادات، صوفیائے کرام کے ارشادات کے عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کے افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سینہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرائے بازاری کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں حجم ۳۲ صفحہ قیمت ۴۲ محصول اک

بشارت اسم احمد

اس کتاب میں قوی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی بشارت و مبشر برسولِ یاقی من بعدی اسمہ احمد کے نامی اور حقیقی مصداق حضرت احمد مجتبیٰ رحمۃ اللعالمین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا مصداق ہرگز نہیں ہے۔ حجم ۱۰ صفحات سائز ۲۲x۱۸ قیمت ۲۲ محصول اک اور

مازیانہ نقشبندیہ

مولفہ مولانا حکیم حافظ عبد الرسول صاحب کبھی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴۲ علاوہ محصول اک۔

ملنے کا پتہ :- مینجر جریدہ "شمس الاسلام" بھیرہ (پنجاب)

علمی، مذہبی، اخلاقی اور تاریخی کتابیں

جوہر صدیقی کے عیان بہت (ساتھ سے صفحہ ۱۰)

لیکرمزاقادیانی بلکہ عنایت اللہ مشرقی تک جس قدر دجال اور مفسد گذرے ہیں انہیں سے اکثر کے حالات اور دعاوی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں حسن بن صباح اور درویشوں کے حالات بھی بالتفصیل درج ہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ

حقیقت مزائیت (مولفہ مولوی عبدالکرم صاحب مباحثہ سابق مبلغ مزائیت) یہ کتاب اس ضرب المثل کی صحیح مصداق ہے کہ ”گھر کا بھیدی لڑکا ڈھلے“ قیمت آٹھ آنے۔

حقیقت مزائیت (مولفہ مولوی علم الدین صاحب حنفی باشندہ قادیان) اس کتاب میں فاضل مولف نے مزائی دہرم کا نجیہ ادھیر کر رکھ دیا ہے قیمت آٹھ آنے۔

آداب المساجد مسجد کے شرعی آداب کا تفصیلی بیان اس بے تمیزی کے زمانہ میں مسلمان کو یہ رسالہ پڑھ کر خدا کے گھر کی تعظیم و تکریم کھنی چاہئے قیمت تین آنے

علم الخیل جس میں زبردست دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ اناجیل محرف اور غیر اصلی ہیں قیمت تین آنے

حاشیہ سماج جس میں تناسخ کے ابطال اور ویدوں میں آریہ سماج غیر الہامی ہونے پر بلا جواب اور کفر توڑ دلائل پیش کئے گئے ہیں قیمت چار آنے

خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں؟ اس سوال کا نہایت معقول و مدلل اور مؤثر جواب دینے کیساتھ خاکساروں کے پرفرینا لٹوں کے بھی مسکت جوابات دیئے گئے ہیں قیمت ار فوٹ پتہ تمام کتابوں کا خرچ محصول خریدار کے ذمہ ہوگا

ثمرات الوراق یعنی اسلام کے خاص حالات و مقالات کا مجموعہ اور تاریخی دلچسپیوں کا مرقع قیمت ۲۰

نیک بیبیاں جس میں حضرت حلیمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہن کے پاکیزہ اور سبق آموز حالات زندگی معتبر اور مستند کتابوں سے تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں عورتوں اور لڑکیوں کے پڑھنے پڑھانے کی خاص چیز ہے۔ قیمت صرف پانچ آنے۔

الاعجوبہ اس امر کی عجیب تحقیق کہ خطبہ عربی زبان ہی میں کیوں پڑھنا چاہئے مع خطبہ عربیہ

شاہ اسماعیل صاحب دہلوی قیمت ڈیڑھ آنے

رحمت ضوان حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات و فضائل مع نضاح و جواب اعتراضات قیمت پانچ پیسے

مولوی محنوی یعنی حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری آپ کے علاوہ آپ کے مشائخ و خلفاء اور اولاد کے حالات کا مستند مجموعہ قیمت پانچ آنے۔

دست غیب جس میں حلال روزی کے فضائل اور ”دست غیب“ اور کیمیا کے دینی اور دنیاوی نقصانات بتانے کے علاوہ دلچسپ حکایتیں بھی بیان کی گئی ہیں قیمت دو آنے۔

ارشاد الہی مختصر احادیث کا عام فہم ترجمہ۔ بتدیوں اور عورتوں کیلئے خاص طور پر مفید قیمت

جیٹا خضر علیہ السلام آپ کے متبرک حالات کو حدیث و تفسیر اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے اخذ کر کے جمع کیا گیا ہے قیمت ۲۰

پیرزادہ ابوالضیاء محمد ہمایوں الحق قاسمی گوالی دروازہ امرتسر (پنجاب) (باہتمام مولانا ظہور احمد بگوی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر منوہر امیکٹرک پریس سرگودھا میں چھپکر دفتر شمس الاسلام بھیر خجابت شائع ہوا)